یہ جنون سعادت کا سرمایہ ہے اور قرب و معرفت کا ثمرہ دینے والا ہے، حدیث شریف میں ہے :-
لَن یُّؤمِنَ اَحَدُکُم حَتّٰی یُقَالَ اِنَّہٗ مَجنُونٌ[1] [تم میں سے کوئی شخص (کامل) مومن ہرگز نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اُسے دیوانہ کہا جائے] آپ نے لکھا تھا کہ آپ رمضان شریف کا مبارک مہینہ سرہند میں گذاریں، بہتر ہے، سات سات استخارے تینوں برابر کریں - امید ہے کہ مبارک ہوگا اسقدر ہے کہ جو کچھ کریں حکمت کو ملحوظ رکھیں ایسی صورت نہ ہو کہ فتنہ پیدا ہونے کا سبب ہو جائے، اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ[2] [آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعے سے بلایئے] فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی[3] [پھر آپ دونوں اس سے نرمی کے ساتھ بات کریں شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے) والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۷۴

میر شرف الدین حسین اندجانی ثم لاہوری کے نام فقر و استغنا کی فضیلت میں مع جلیل القدر حدیث کے ذکر کے تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فیض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے، آپ کے مکتوبات شریفہ نے پے در پے پہنچکر مسرور کیا جو خوشگوار نعمت کہ آپ کو حاصل ہے وہ فقر و استغنا ہے، فقر کے بارے میں کیا لکھوں کہ اس کی شان میں آیا ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ [فقر میرا فخر ہے] اور استغنا اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور کہا اے محمد! جبتک آپ چاہیں زندہ رہیں پس بیشک (بالآخر) آپ مرنے والے ہیں اور آپ جس سے چاہیں محبت کریں پس بیشک (بالآخر) آپ اس کو چھوڑنے والے ہیں اور آپ جو کچھ عمل چاہیں کریں بیشک آپ کو اس کا بدلہ ملے گا، اور جان لیں کہ مومن کی بزرگی اس کا رات کو عبادت کے ساتھ قیام کرنا ہے اور اس کی عزت لوگوں سے مستغنی ہونے میں ہے۔

آپ نے اس سے پہلے مجلس کی رونق کی بابت جو لکھا تھا (خدا کرے) اور زیادہ رونق حاصل ہو اور خود پسندی سے بہت دور رہیں اور نسبتِ باطن کی حفاظت اور اس کی کیفیت کے زیادہ ہونے میں کوشش کرتے رہیں اور دوستوں کے احوال میں اچھی طرح مشغول رہیں اور توجہات فرمائیں تاکہ ترقیات کے آثار ظاہر ہوں اور اس ناکارہ کو دعا میں یاد رکھیں، والسلام اولاً و آخراً۔

---

[1] حصن حصین میں ہے اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون ۔ رواہ احمد وغیرہ [2] سورۃ ۱۶ آیت ۱۲۵ [3] پ ۱۶ ع ۱۲ ۲۰/۴۴

مکتوب ۱۷۵

سرانداز خاں کے نام نصیحت اور ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔ ۲۳۶ م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ آپ کا گرامی نامہ پہنچ کر مسرت افزا ہوا (دعا ہے کہ) آپ سلامتی اور عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعت وسنت کے طریقے پر قائم رہیں، جدائی کے دن بہت زیادہ ہوگئے، شوقِ ملاقات کو کس طرح لکھا جائے، کیا کیا جاسکتا ہے، ہر چیز کا وقت مقرر ہے لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ [ہر کام کا ایک وقت معین ہے] ۱۳/۳۸ جس طرح اللہ تعالیٰ رکھے اس پر راضی رہنا چاہیے ؎

ہجرے کہ بود مرادِ محبوب — از وصل ہزار بار بہتر

[جس جدائی کو محبوب چاہتا ہو وہ وصل سے ہزار گنا بہتر ہے]

بہر حال طاعات وعبادات میں سرگرم اور ذکر وفکر میں مشغول رہیں اور آخرت کی تیاری میں کوشش کرتے رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہٗ کی رضا طلب کریں اور دور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

جو چیزیں کہ آپ نے مراقبہ میں دیکھی ہیں وہ سب عمدہ ہیں اور بشارت ہیں۔ فتحِ مکہ جو آپ نے کی ہے مکہ معظمہ گویا قلبِ انسانی کی طرف اشارہ ہے اس تعلق سے کہ مکہ مرکز اور زمین کا خلاصہ (جوہرِ حاصل) ہے اور قلب بھی انسان کا خلاصہ ہے جو کچھ انسان کی کلیت میں ثابت ہے تنہا قلب میں بھی ثابت ہے اسی لئے بدن کی اصلاح قلب کی اصلاح پر موقوف ہے اور اُس (بدن) کا فساد اس (قلب) کے فساد پر موقوف ہے، فتحِ مکہ دشمن کے قبضہ سے قلب کے آزاد ہونے کی طرف اشارہ ہے اور کمالِ مقصد کے حاصل ہونے کی بشارت ہے اس لئے کہ قلب پہلے درجہ میں نفس کے تسلط اور اس کے بہکانے میں ہے اور جب حق جل وعلا کی عنایت سے قلب نفس کے تسلط سے نکل جاتا ہے اور اس کے بہکانے سے رہائی پالیتا ہے تو کمال کے راستہ میں دوڑتا اور قرب ومعرفت تک جو انسان کا کمال ہے پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ جو آپ کے پیرومرشد کہتے ہیں کہ جو حال کہ تو رکھتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کل قیامت کے روز گواہی دونگا، حال کے کامل طور پر حاصل ہونے کی بشارت ہے جو کہ اس روز کی شہادت کے قابل ہوگا۔ اور یہ جو آپ کے دائیں ہاتھ کی جانب سے مضبوط وبلند سلام دیا گیا ہے اور آپ نے سلام کا جواب دیا ہے، یہ بھی دونوں جہان کی آفات سے سلامتی کی بشارت ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ

آسمان کو آپ کے لئے پھاڑتے ہیں یہ عروجِ روحی اور آسمان پر اعمال کی ترقی کی بشارت ہے ؎

اے عاشقاں اے عاشقاں ہنگامِ آں شد در جہاں مرغ دلم طیراں کند بالائے ہفتم آسماں

[اے عاشقو اے عاشقو! دنیا میں اس بات کا وقت آگیا ہے کہ میرے دل کا پرندہ ساتویں آسمان کے اوپر پرواز کرے]

والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب ۱۷۶

میر عبد اللہ پشاوری کے نام نصیحت اور شیخ طریقت کے طریقے کی حفاظت اور اہلِ حقوق کی خدمت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے (یہاں کے) احوال و اطوار ہر طرح حمدِ ذوالجلال کے لائق ہیں۔ اللہ سبحانہ سے آپ کی عافیت اور شریعتِ عالیہ و سنتِ منورہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقے پر استقامت کی دعا کی گئی ہے پس بیشک یہی سرمایۂ کار و مدارِ نجات ہے اور اس کے علاوہ بیفائدہ رنج اٹھانا ہے۔ خواجۂ مرحوم (خواجہ محمد حنیف رحمہ اللہ) کے طریقۂ پسندیدہ کو اچھی طرح ملحوظ رکھیں اور ان کی پیروی کو ہاتھ سے نہ دیں اور دوستوں کے ساتھ اچھی طرح میل جول رکھیں اور اُن (خواجۂ مرحوم) کے صاحبزادوں کی خدمت و رضامندی میں جان و دل سے کوشش کریں اور دور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد رکھیں اور مولائے حقیقی جلّت عظمتہٗ کی طاعت و عبادت میں کمرِ ہمت کو چست باندھیں اور اس قلیل فرصت میں اس عزّ شانہٗ کی خوشنودی حاصل کریں اگرچہ ظاہر مربّی (خواجہ محمد حنیفؒ) ہاتھ سے جاتا رہا ہے لیکن مربّی حقیقی عزّ وجلّ قائم و دائم ہے، فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ [پس بیشک اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرنے والا ہے] حلقۂ ذکر کو گرم رکھیں اور خلوت و تنہائی کی طرف راغب رہیں اور دن رات میں ایک دو وقت گوشہ نشینی کے لئے مقرر کر لینے چاہئیں اور ذکر و فکر کرنے اور لغزشوں اور کوتاہیوں کو یاد کرنے اور توبہ و استغفار کرتے اور اپنے وجود اور دیگر تمام کمالات اور اپنے تمام ارادوں کی نفی کرنے کو اس (گوشہ نشینی کے) وقت میں غنیمت سمجھنا چاہئے اور باقی اوقات افادہ و استفادہ میں صرف کرنے چاہئیں، والسلام

م ۲۲۷

مکتوب ۱۷۷

خواجہ عبدالسلام کابلی کے نام طریقۂ پسندیدہ کی تعلیم اور اس شبہ کے حل میں جو انھوں نے آیۂ کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ پر کیا ہے اور حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خوشنودیوں کے حاصل کرنے کی عزت بخشے، آپ نے خواجہ عبدالآخر کے خط میں اس فقیر سے توبہ اور دل کی طرف توجہ کے طریقہ کی درخواست کی تھی، میرے مخدوم! آپ گذشتہ لغزشوں اور کوتاہیوں سے نادم ہوں توبۂ نصوح کریں اور تین دفعہ کلمۂ استغفار پڑھیں اس کے بعد قلبِ صنوبری کی طرف جو کہ قلب کی حقیقتِ جامعہ کا مقام ہے اور بائیں پہلو میں واقع ہے ۲۲۸ متوجہ ہو کر لفظ مبارک اللہ کو اس میں گذاریں اور دل کی زبان سے اس کو کہیں اور اس پر ہمیشگی کریں جسقدر بھی یہ ذکر دل کا ملکہ (صفتِ راسخہ) ہوگا اسی قدر حضور مع اللہ اس کی صفتِ لازمہ بن جائیگی۔ ۵۱/۵۶ آپ نے لکھا تھا کہ حق سبحانہٗ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے) پس چاہئے کہ سب کو اس عمر تک پہنچائیں جو کہ عبادت و معرفت کے لائق ہے، بچپن میں موت دینے کی کیا وجہ ہے؟ میرے مخدوم! قاضی بیضاویؒ نے اس آیۂ کریمہ کو ظاہر و حقیقت سے مصروف (پھیرا ہوا) قرار دیا ہے اور تمثیل و مبالغہ پر محمول کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن (جن و انس) کو ایسی صورت پر پیدا فرمایا جو غالب طور پر عبادت کی طرف متوجہ و منقاد ہو تو مبالغہ کے طور پر عبادت کو ان کی پیدائش کی غرض و غایت ٹھہرایا، اور اگر اس آیت کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے حالانکہ دلیل اس کے خلاف ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کی علت اغراض نہیں ہیں تو یہ (یعنی اس آیت کو ظاہر پر محمول کرنا) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے منافی ہے وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (اور ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو دوزخ کیلئے پیدا کیا ہے) اور نیز ہو سکتا ہے کہ لِيَعْبُدُوْنِ کے معنی لِيَكُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ (تاکہ وہ میرے بندے بن جائیں) ہو پس اس صورت میں کوئی شبہ نہیں رہتا، اور نیز بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ کی دلیل سے کہا ہے کہ جن و انس سے دونوں گروہوں کے مومنین مراد ہیں نہ کہ عام جن و انس۔ پس اس صورت میں بھی کوئی اشکال نہیں رہتا۔ اور نیز ہو سکتا ہے کہ عالمِ آخرت میں اطفال (بچوں) کو بھی معرفت حاصل ہو جائے اور ان کو عقل و شعور دیدیا جائے

۶ ۲۳ جیسا کہ مشرکین (بھی) اس روز میں موحد ہو جائیں گے اور کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ [اللہ تعالیٰ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم تو مشرک نہیں تھے]

اور دو حال جو آپ نے دیکھے ہیں وہ دونوں عمدہ و مبارک ہیں، بظاہر آپ سے دین متین کی تقویت اور کسی سنت کا زندہ کرنا اور کسی بدعت کو مٹانا واقع ہوگا، قبر مبارک پر پڑی ہوئی چیزوں کو صاف کرنا بھی ان کی تعبیر ہو سکتی ہے اور نیز (ان کی تعبیر) بدعت کے شائع ہونے اور دین متین میں سستی واقع ہونے کے اندیشہ کی وجہ سے کسی درویش کے نکالنے کا سبب ہو۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۷۸

ملا پائندہ محمد کابلی کے نام خواجہ مرحوم (خواجہ محمد حنیف) کی تعزیت اور اہل حقوق کی خدمت کی ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

م ۲۲۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً، آپ کے دو خطوط پے درپے پہنچ کر مسرت بخش ہوئے، شوقِ ملاقات اور اس کے وقوع کے موانع جو آپ نے لکھے تھے واضح ہوئے، ہم دوستوں کو بھی مشتاق جانیں، ملاقات وقت پر موقوف ہے لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ [ہر کام کا ایک وقت معین ہے]

۱۳ ۳۸ آپ نے خواجہ مرحوم (خواجہ محمد حنیف) قدس سرہ کی مفارقت کے متعلق جو کچھ لکھا تھا سب درست ہے، اوروں کا ماتم (صرف) زمین کے ایک حصہ میں ہوتا ہے لیکن اہل اللہ کا ماتم زمین و آسمان میں ہوتا ہے اور ظاہر و باطن میں سرایت کر جاتا ہے کیونکہ ان کے فیوض و برکات سے سب محروم ہو جاتے ہیں، اس وحشت اثر خبر کے سننے سے کیا کہوں کہ کس قسم کا رنج والم پیش آیا؟ لیکن چونکہ (یہ سانحہ) محبوبِ حقیقی و فاعلِ مختار کی تقدیر اور ارادے سے ہوا ہے (اس لئے) صبر و رضا و تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے

۲ ۱۵۶ [اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ [ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں]۔

آپ نے چند شعر جو آسمان و زمانہ کی شکایت میں لکھے ہیں اور یہ مصرع انہی اشعار میں سے ہے ع۔

فلک با منِ خستہ بیداد کرد [آسمان نے مجھ زخمی کے ساتھ ظلم کیا]

یہ بات بہت ہی نامناسب ہے، بیچارہ آسمان اور بے بنیاد زمانہ بھلا کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ حوادث ان کی طرف منسوب ہوں جو کچھ بھی ہے حق جل وعلا کی تقدیر سے ہے، زمانہ اور آسمان کو اس (اللہ سبحانہ) کے فعل میں کسی قسم کا دخل نہیں ہے، جو وہ (تعالیٰ شانہ) کرتا ہے وہ سب عدل ہے کوئی ظلم وہاں

گنجائش نہیں رکھتا، اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ [بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ کی برابر بھی ظلم نہیں کرتا] پ۵ ع۴
اس بارگاہ میں ذرہ برابر ظلم وبیداد کا اثبات بھی انتہائی قبیح ہے، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ
قَوْلاً وَّ فِعْلاً وَّ خَاطِرًا [ہر قسم کے اُس قول وفعل وخیال سے جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے میں اللہ تعالیٰ
کی مغفرت چاہتا ہوں] خواجہ مرحوم کی جماعت اور فرزندوں کی خدمت ورعایت اور خانقاہ کی دیکھ بھال
میں (کسی قسم کی) کوتاہی نہ کریں اور جان ودل سے کوشش کریں اور خواجہ مرحوم کے احسانات کے
عوض میں ان کے فرزندوں کی خدمت ودلجوئی کریں (آیہ کریمہ) قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا
الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی [آپ کہدیجئے کہ میں تم سے اور کچھ نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے] پڑھیں اور ۵۴ ۲۴ ۲۳
دُور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد رکھیں والسلام والاکرام۔

مکتوب ۱۷۹

شیخ میر محمد موسیٰ کے نام ان کے احوال کی شرح اور ان کے فنائے نفس کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اللہ تعالیٰ فیوض وفضل کے دروازے ہمیشہ
کھلے رکھے، آپ نے لکھا تھا کہ فنائے قلب ہو چکی ہے اور فنائے نفس ہو رہی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ
فنا پوری طرح حاصل ہو جائے اور صفات خود سے جدا ہو کر اصل کے ساتھ ملحق ہو جائیں" میرے مخدوم ص ۲۳۰
جو کچھ حاصل ہوا ہے نعمت ہے اس کا شکرانہ ادا کریں اور ترقی کے منتظر رہیں اور کلمہ لا کے ذریعے وجود
صفات کی خود سے نفی کریں تاکہ یہ ہستی پوری طرح درمیان سے رخصت ہو جائے اور عدم صرف سے
مل جائے اور صفات بھی جدا ہو کر اصل کے ساتھ جا ملیں اس وقت فنائے نفس ظاہر ہوتی ہے اور نفس
امارگی وانانیت سے باہر ہو جاتا ہے بقائے اتم کے بعد نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "فنائے
نفس ہو رہی ہے الخ" میرے مخدوم! یہ فنائے نفس کی تمہید ہے نہ کہ فنائے نفس، فنائے نفس اس وقت ہوتی ہے
جو کہ بیان ہو چکا ہے۔ اور یہ جو آپ نے دوستوں کے احوال کے بارے میں لکھا تھا کہ بعض لطائف کے ذکر میں
ہیں اور بعض فنائے قلب تک پہنچ گئے ہیں (اس بات نے) مسرور کیا اپنے کام میں سرگرم رہیں اور خلوت کی طرف
راغب رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہٗ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں کوشش کریں اور قبر وقیامت کا
زادِ راہ بہم پہنچائیں اور دوستوں کو دعا میں یاد رکھیں، برادرانِ دینی حافظ محمد طاہر ورجب علی
سلام پڑھیں۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب ۱۸۰

میر عزیز کے نام طلب و اضطراب پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً، اللہ تعالیٰ فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے گرامی نامہ پہنچکر مسرت بخش ہوا سلامتی و دلجمعی کے ساتھ رہیں اور مطلب اعلیٰ تک پہنچنے میں جان و دل سے کوشش کریں اور پائے طلب سے عاجز ہو کر نہ بیٹھیں، افسردگی و پژمردگی دشمنوں کے نصیب ہو، ایک بزرگ نے کہا ہے کہ تصوف اضطراب ہے جب سکون آگیا تو تصوف نہ رہا محب کو محبوب کے بغیر آرام نہیں ہے اور وہ اس کے ماسوا کے ساتھ اُنس و الفت اختیار نہیں کرتا اور جمعیت نہیں رکھتا اور اس کی جمعیت عشق کے تفرقہ میں ہے اور آرام بے آرامی میں ہے ؏

جمعیتِ من آنکہ پریشان تو باشم [میری دلجمعی یہ ہے کہ میں تیرا پریشان رہوں]

آپ نے باطنی شغل میں دائمی طور پر مشغول ہونے اور شریعت کے طریقے پر استقامت کے بارے میں تحریر کیا تھا خوشی کا باعث ہوا۔ زادکم اللہ سبحانہ توفیقاً و محبۃً و شوقاً [اللہ سبحانہٗ آپ کو مزید توفیق اور محبت و شوق عطا فرمائے] والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب ۱۸۱

م ۲۳۱ خواجہ محمد صدیق ملقب بہ خواجہ ماہ پسر خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی کے نام ان کے احوال کی شرح اور فنائے جذبہ جو کہ مقام حیرت ہے اور فنائے حقیقی کے درمیان فرق کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال ہر طرح حمد کے لائق ہیں اللہ سبحانہٗ سے آپ کی سلامتی اور شریعتِ عالیہ و سنتِ منورہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقہ پر استقامت اور باطنی درجات پر آپ کی ترقی کے لئے دعا کی گئی ہے، آپ کا گرامی نامہ پہنچکر مسرت بخش ہوا چونکہ بلند احوال و کیفیات پر مشتمل تھا اس لئے اس کے مطالعہ نے مزید خوشی بخشی، حق سبحانہٗ ہمیشہ ترقی میں رکھے اور اس موہوم ہستی کو جو کہ ہستی حقیقی کے چہرہ پر ایک پردہ ہے پوری طرح درمیان سے اٹھا دے اور مطلوبِ حقیقی اغیار کی مزاحمت کے بغیر تختِ ظہور پر جلوہ افروز ہو اور حضور خود بخود رونما ہو

اس مقام سے سالک کا حصہ استہلاک و اضمحلال اور لاشئی و عدم ہوجاتا ہے، جب تک اس کا وجود درمیان میں ہے مطلوب کا کوئی پتہ نشان نہیں ہے اور جب مطلوب جلوہ فرماتا ہے طالب بے چارہ صحرائے عدم کا رُخ کرتا ہے اور اس کا کوئی نام و نشان نہیں رہتا بندگی کے ساتھ صفتِ خواجگی کے جمع ہونے کی کیا صورت ہوگی۔

آپ نے لکھا تھا کہ "اس وقت حال یہ ہے کہ اپنے اندر کسی چیز کو ملاحظہ نہیں کرتا ہوں کہ ہے یا نہیں ہے" میرے مخدوم! یہ حال اعلیٰ ہے لیکن کوشش کریں کہ ہستی کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور نیستی و عدمِ صرف مطلق کے ساتھ ملحق ہوجائیں تاکہ حقیقی فنا رونما ہو اور سالک کا عین و اثر نہ رہے، (سالک) اس وقت تمام اوصاف و نسبتوں کو اپنے آپ سے نفی و سلب کرتا ہے۔ اور آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ گم شدگی اور حیرت و عدمیت کی حالت ہے اور حیرت کی جانب میں فنا ہے، گم شدہ کیا جانے کہ وہ صاحبِ اوصاف ہے یا نہیں ہے، اور آپ اپنے اندر کسی چیز کو ملاحظہ نہیں کرتے ہیں کہ ہے یا نہیں ہے (سالک) نفی و اثبات اس وقت کرتا ہے جبکہ اپنے آپ سے اور اپنی صفات سے خبر رکھتا ہو ؂

حُسنِ تو چناں کرد مرا زیر و زبر کز زلف و خط و خالِ توام نیست خبر

[تیرے حُسن نے مجھ کو ایسا زیر و زبر کردیا کہ مجھ کو تیرے زلف و خط و خال کی بھی خبر نہیں ہے]

صاحب فنائے حقیقی صاحبِ شعور و تمیز ہے اور اشیاء کے حقائق کو جیسی کہ وہ ہیں جانتا ہے اس لئے کہ اس مقام میں فنا و بقا ایک دوسرے سے ممتاز ہیں عینِ فنا میں باقی اور عینِ بقا میں فانی ہے وہ جانتا ہے کہ اس کی ذات عدم ہے اور اوصافِ کمال اُس کے اندر عارضی اور مرتبۂ وجوب سے مستفاد ہیں بلا تکلف اپنے آپ سے اُن کی نفی کرتا ہے اور اس ذات کا اثبات کرتا ہے جو کہ اثبات کے لائق ہے اور اپنے آپ کو عدمِ صرف سے ملحق پاتا ہے اور خیر و کمال کی بُو کو محسوس نہیں کرتا اگرچہ وہ بقا سے مشرف ہوجاتا ہے اور ولادتِ ثانیہ کے ساتھ پیدا کردیا جاتا ہے عَرَفْتُ رَبِّیْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ [میں نے اپنے رب کو متضاد چیزوں کے یکجا جمع کردینے سے پہچانا] مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ [جس نے بالکل نہیں چکھا اس نے ہرگز نہیں جانا] پس غور کرلیجے بیشک یہ فرق دقیق ہے کم لوگ ہیں جو اس کی طرف ہدایت پائے ہیں پس دونوں حال خلط ملط ہوگئے اور صورت حقیقت کے ساتھ مشتبہ ہوگئی اور حقیقتِ امر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

مکتوب ۱۸۲

میر نوروز بختیار اوشی کے نام اس بات کے بیان میں کہ اصل کو ظل کی مانند پیچھے چھوڑ دینا چاہئے تاکہ ذات تک وصول میسر آجائے۔

حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ یہاں کے حالات ہر طرح حمد کے لائق ہیں امید ہے کہ آں سیادت انتساب (آپ) بھی بعافیت ہوں گے اور شریعت و سنت کے طریقہ پر قائم و دائم ہوں گے اور صورت سے حقیقت کی طرف آئیں گے اور ظل سے اصل کی طرف اور اصل سے اس کے ماوراء تک پہنچیں گے اگرچہ اصل سے گذر جانا اپنے عدم میں کوشش کرنا ہے جو کہ لاحاصل ہے اور بظاہر محال ہے لیکن محبت ذات کو ذات تعالیٰ کے ساتھ المرء مع من احب [آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] کے حکم کے مطابق ایک بے کیف معیت ہے اور ذات عزشانہ ظل و اصل سے ماوراء ہے اس لئے اس محب کو اصول سے گذر جانا چاہئے تاکہ بے کیف معیت حاصل کرے اور اپنے آپ کو اور اپنے اصول کو چھوڑ کر مطلوب کے ساتھ ہم آغوش ہو جائے، مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ [جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا] اللہ تعالیٰ کی حمد و احسان ہے کہ سعادت آثار میر عمر روضۂ منورہ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوا اور اُس (روضۂ منورہ) کے درویشوں اور مجاوروں کی صحبت میں بکثرت فوائد حاصل کئے ہیں اور بہت زیادہ ترقیات کی ہیں۔ برخورداران میر عثمان و میر علی کمال کو پہنچیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۸۳

محمد یحییٰ پسر قاضی جوکی کابلی کے نام ان کے حال کی ستائش اور آیۂ کریمہ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا کے متعلق ان کے سوال کے جواب وغیرہ امور کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف نے مشرف کیا۔ آپ نے جمعیت باطن اور عقیدت و اخلاص کے رابطہ کے قوی ہونے اور شوقِ ملاقات اور اس کے موانع کے بارے میں تحریر فرمایا تھا واضح ہوا، تمام چیزیں اپنے اپنے وقت پر موقوف ہیں لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ [ہر کام کا ایک وقت معین ہے] ۲۳۳
امید ہے کہ آتشِ شوق مشتعل ہو اور شعلہ محبت بلند ہو جائے تاکہ ما سوا سے پوری طرح رہائی دلادے

اور مطلبِ اعلیٰ تک پہنچائے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "ذکر نفی و اثبات میں مشغول رہتا ہوں کبھی عجیب معاملہ
رونما ہوتا ہے نفی کے مقام کو اثبات کے مقام سے ممتاز پاتا ہوں، نفی کی جانب میں نیستی و عدم کے سوا
کچھ نہیں ہے اگر کبھی ہستی صورتوں میں متجلی ہوتی ہے تو میں اس کو ظلال و پرتو سے پاتا ہوں اور وہ چیز
کہ جس پر ہستی کا اطلاق کیا جا سکتا ہے اثبات کی جانب میں دیکھتا ہوں"۔ بیشک مَالِلتُّرَابِ وَرَبِّ
الْاَرْبَابِ [چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک] جو کچھ آفاق و انفس کے آئینوں میں ظاہر ہوتا ہے وہ
سب ظلال و امثال ہے اور تشبیہ و مثال کے ساتھ تسلّی ہے آیۂ کریمہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ
الْوَرِیْدِ [اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں] شاہدِ حال ہے، جب تک آفاق و انفس سے نہ گذر جائے اور ق ۲۶/۱۶
اقربیت تک نہ پہنچ جائے یہ معما پردہ نہیں کھولتا، جو آفاق و انفس میں ہے حق سبحانہٗ نے اس کو آیات
(نشانیاں) و آلہ (معبودوں) میں داخل کیا ہے اور فرمایا ہے سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِہِمْ
حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ [ہم عنقریب ان کو آفاق میں اور ان کے انفس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے حم السجدہ ۵۳/۲۵
حتیٰ کہ ان کو واضح ہو جائے گا کہ بیشک وہی حق ہے] آپ کے اس حال اور اسی طرح یہ جو اس کے بعد آپ نے لکھا؟
کہ "اس زمانے میں خود کو نہایتِ قرب کی دریافت سے بہت قاصر پاتا ہوں آیۂ کریمہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ
مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" جس کی تصدیق کرتی ہے اس کے مطالعے نے نہایت مسرور کیا اور آپ کی فطرت کی
بلندی کی خبر دی، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ترقیات میں رکھے ـــ آپ نے لکھا تھا کہ "آیۂ کریمہ وَفَضَّلْنٰھُمْ بنی اسرائیل ۷۰/۱۵
عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا [اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ہے] (انسان پر)
غیر انسان کی فضیلت کا فائدہ دیتی ہے"۔ میرے مخدوم! اس آیت سے انسان پر غیر انسان کی فضیلت
لازم نہیں آتی، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس آیتِ کریمہ سے انسان کی اپنے جمیع ماسوا پر فضیلت لازم
نہیں آتی، علما نے کہا ہے کہ اس جگہ مستثنیٰ ملائکہ ہیں جنسِ ملائکہ پر جنسِ انسان کی فضیلت اگرچہ اس جگہ سے
مستفاد نہیں ہے لیکن اگر بعض افرادِ انسان کو تمام افرادِ ملائکہ پر فضیلت ہو تو گنجائش رکھتا ہے اور بعض
نے کہا ہے کہ کثیر اس جگہ میں کُل کے معنی میں ہے پس شبہ کا کوئی مقام نہیں ہے لیکن یہ توجیہ بعید ہے،
آپ نے مقطعات و متشابہاتِ قرآنی کے بارے میں پوچھا اور ان کا حل طلب کیا تھا، میرے مخدوم! متشابہات
کے بارے میں زیادہ سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور ان کا علم حق تعالیٰ پر چھوڑ دیں (یہ) حق سبحانہٗ کے
اسرار ہیں کہ جن کو اس نے اپنے اخص الخواص بندوں پر ظاہر فرمایا ہے اور رمز و اشارے کے ساتھ بات کی ہے اور نامحرموں سے ۲۳۴
چھپایا ہے اور جس شخص پر اس معما کا راز ظاہر ہوا اس نے اس کے اظہار پر جرأت نہیں کی اور ان اسرار کے لکھنے اور کہنے پر دلیری
نہیں کی، بیضاوی و مدارک بیچارے ان (اسرار) کے حل کی کیا توقع کریں اور اس نادان مسکین سے یہ عقدہ کس طرح کھلے گا (امید ہے کہ)
معذور رکھیں گے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۱۸۴

حاجی بیگم کے نام جو کہ اہلِ حقوق میں سے ایک ہیں فنا و عدمیتِ ذاتی کے حاصل کرنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔ متن ۱۰

اللہ تعالیٰ آپ کی ذاتِ بابرکات کو اپنے الطاف و عنایات میں شامل فرما کر باطنی جذباتِ قویہ کے ساتھ مکرم و ممتاز رکھے، الطاف نامہ گرامی نے جو کہ آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا مشرف کیا اور وہ مسرت بخش ہوا، آپ سلامت رہیں اور ہمیشہ ترقی میں رہیں مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ [جس شخص کے دو دن یکساں گذریں (یعنی ترقی نہ کرے) وہ خسارے میں ہے] آپ کو معلوم ہو کہ بندہ اور حق سبحانہٗ کے درمیان سب سے بڑا حجاب سالک کا وجود ہے جو کہ انانیت کا منبع اور شرکت کی بنیاد ہے، کلمۂ لَا کے ساتھ خود سے وجود اور تمام کمالات کی نفی اس حد تک کرنی چاہیے کہ عدمیتِ ذاتیہ ظاہر ہو جائے اور وجود اور کمالات اپنی اصل کی طرف لوٹ جائیں کیونکہ ہر کمال جو کہ ممکن میں ہے وہ سب اس بارگاہِ قدس سے مستفاد و مستعار ہے جو کچھ اس کا ذاتی ہے وہ عدم ہے اور ممکن نے اس عاریتی دید کے باعث اپنے آپ کو کامل و خیر تصور کر لیا ہے اور شرکت و انانیت اور ہمسری کا دعویٰ بہم پہنچایا ہے اور جب عنایت کی پیشقدمی سے اس کی عدمیتِ ذاتی ظاہر ہوتی ہے اور تمام کمالات صاحبِ کمالات کی طرف لوٹ جاتے ہیں تو سر رشتۂ سعادت ہاتھ آتا ہے اور (سالک) شرکِ خفی اور نفسِ امارہ کی انانیت سے رہائی پا لیتا ہے اور فنائے حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور نفسِ امارہ مطمئنہ ہو جاتا ہے، ع

ایں کارِ دولت ست کنوں تا کرا دہند [یہ نصیب کی بات ہے دیکھئے اب کس کو عنایت کرتے ہیں]

؎ چوں بدانستی کہ ظلِ کیستی فارغی گر مُردی و گر زیستی

[جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا ظل (سایہ) ہے تو خواہ تو مُردہ ہے یا زندہ (اب) تو بے فکر ہے]

یہ دور افتادہ امیدوار ہے کہ کبھی کبھی دعا و توجہ سے یاد فرماتے رہیں گے۔ والسلام

مکتوب ۱۸۵

خواجہ امان اللہ و خواجہ مؤمن برہانپوری کے نام مطلب کی بلندی کے بارے میں اور اس بیان میں تحریر فرمایا

کہ تجلیات و ظہورات ظلال سے وابستہ ہیں کامل طور پر وصال کا وعدہ آخرت کیلئے ہے۔

حمد و صلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچکر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے ۲۳۵
ملاقات کے شوق و تمنا کا اظہار کیا تھا، دوستوں کو بھی مشتاق جانیں اور حدیث شریف وَاَنَا اِلَيْهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا [اور میں ان کی طرف البتہ زیادہ شدید شوق رکھتا ہوں] پڑھیں، اس ناپائیدار دنیا میں عاشقِ مسکین کا حصہ یہی شوق و اضطراب و تپش و سوز ہے ؎

متاعے کزیں رہ گذر می بریم لب خشک و مژگان تر می بریم

[جو متاع کہ ہم اس رہگذر (دنیا) سے لے جاتے ہیں وہ خشک ہونٹ اور تر پلکیں ہیں]

کامل طور پر وصال کا وعدہ آخرت کے لئے ہے آیۂ کریمہ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ [جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تمنا کرتا ہے تو جان لے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ساعت ضرور آنے والی ہے] اس پر دلالت کرتی ہے اور یہ جو بعض صوفیۂ عالیہ سے اس دنیا میں شہود و مشاہدہ ثابت کیا جاتا ہے اور (اس کو) تجلیات و ظہورات قرار دیا جاتا ہے وہ سب ظلال سے وابستہ ہے اور شبہ و مثال کے ساتھ تسلی ہے ذاتِ احدیت تعالیٰ کا طالب اس سے تسلی حاصل نہیں کرتا اور پانی سے سراب کی طرف مائل نہیں ہوتا اس دارِ ناپائیدار میں کوشش کی انتہا حجابات اور پردوں کا اٹھنا ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ مطلوب کو جال میں لے آئیں اور عنقا کو شکار کر لیں ؎

عنقا شکارِ کس نشود دام باز چیں کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

[عنقا کو کوئی شخص شکار نہیں کر سکتا تو اپنا جال اٹھالے کیونکہ یہاں ہمیشہ جال کے ہاتھ میں ہوا ہے (یعنی اس کو کچھ حاصل نہیں ہے)]

ہاں خواص الخواص بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ اُن کی دنیا کو آخرت کا حکم دیدیا گیا ہے وہ چیزیں جن کا وعدہ عالمِ آخرت کیلئے ہے اگر ان کیلئے اس دنیا میں ظہور فرمائیں اور اُن کو مراتبِ ظلال سے پوری طرح گذار کر ذاتِ بحت تک پہنچا دیں اور اس بارگاہِ عالی سے کچھ حصہ (ان کو) عطا فرما دیں تو گنجائش رکھتا ہے ؎

اگرچہ ایں لحظہ ممکن کارِ شب نیست زبختِ مقبلاں ایں ہم عجب نیست

[اگرچہ اس وقت رات کا کام ممکن نہیں ہے لیکن اقبالمندوں کے نصیبے سے یہ بھی عجب نہیں ہے]

والسلام علیکم و علیٰ سائر من لدیکم۔ سعادت آثار میاں شیخ محمد (درجۂ) کمال تک پہنچیں، آپ کی توفیق کی خبر و ل کا سننا (ہم) دوستوں کے لئے مسرت کا سبب ہے اَللّٰهُمَّ زِدْ [اے اللہ! اور زیادہ فرما] اپنے کام میں سرگرم رہیں اور پائے طلب سے عاجز ہو کر نہ بیٹھیں اور ترقی سے رُکے نہ رہیں مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ [جس شخص کے دو دن یکساں گذریں (یعنی ترقی نہ کرے) وہ خسارے میں ہے] امیدوار رہیں اور ہم کو (توجہ سے) غافل نہ جانیں۔

مکتوب ۱۸۶

تیمور بیگ کولابی کے نام حالتِ عدمیت کے دوام کے حصول پر ترغیب دینے اور کوتاہیِ اعمال کی دید کی تعریف میں تحریر فرمایا۔

۲۳۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جو خط کہ از راہِ محبت آپ نے بھیجا تھا اس نے پہنچکر خوش وقت کیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ "میں سکوت (مراقبہ) کے وقت قالب سے کوئی اثر نہیں دیکھتا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کچھ درمیان میں نہیں ہے میں حیرت زدہ رہ جاتا ہوں کہ یہ کیا ہے"۔ میرے مخدوم! حیرت کا کوئی مقام نہیں ہے کیونکہ یہ ایک عمدہ حالت ہے جو سالکوں کو پیش آتی ہے لیکن معتبر یہ ہے کہ یہ حالت دوام حاصل کرلے، مراقبہ وغیر مراقبہ اور سکوت وغیر سکوت عدمیت و نیستی کے دیکھنے میں یکساں ہوں اور عدمیتِ ذاتی رُونما ہوجائے اور وجودِ موہوم جو کہ (نفسِ) امارہ کی انانیت کا منبع ہے زوال پذیر ہوجائے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "اگر طاعت و عبادت کی جاتی ہے تو اس سے استغفار کر کے نظر اس کے فضل و کرم پر رکھتا ہوں"۔ اس کے مطالعہ نے مسرور کیا جسقدر قصور کی دید اعمال کے اندر پیدا ہوگی اعمال کی قیمت کو اسی قدر بڑھائے گی اور قابلِ قبول بنائے گی۔ بزرگوں نے کہا ہے اِعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ (عمل کر اور استغفار کر) عمل سے رُکے نہ رہیں اور اس سے استغفار (بھی) کریں اور نظر محض فضل پر رکھیں بندگی کا طریقہ یہی ہے۔ دیگر جو شخص کہ اسم ذات کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہوسکے اس کو ذکر لسانی بھی بتادیں امید ہے کہ دونوں ذکر فائدہ دیں گے۔ نیز آپ نے برادرِ عزیز حاجی محمد عاشور کے خط میں لکھا تھا کہ چالیس کا عدد پورا ہوگیا ہے۔ میرے مخدوم! مزید ساٹھ آدمیوں کی بھی اجازت ہے کہ جن کا مجموعہ سو ہوجاتا ہے۔ والسلام

مکتوب ۱۸۷

ایک صالحہ عورت کی طرف وعظ و نصیحت کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً عصمت پناہ و عفت دستگاہ ہمشیرہ مشفقہ محترمہ اس مسکین کی جانب سے سلام عافیت انجام پڑھیں، مکتوب شریف پہنچکر مسرت بخش ہوا چونکہ فقرا کی محبت کی خبر دینے والا اور بے مثل مطلوب کی طلب کا پتہ دینے والا تھا اس لئے مزید مسرت بخش ہوا،

امید ہے کہ اس محبت کی آگ بلند اور طلب کا شعلہ مشتعل ہو گا تاکہ ماسوا سے بیگانہ اور مطلوبِ حقیقی سے یگانہ کر دے، بہر حال صحبت حاصل ہونے تک معمولاتِ طاعات و عبادات کی پابند رہیں اور وقت کو بیفائدہ امُو میں صرف نہ کریں اور لہو و لعب میں مشغول نہ ہوں کہ اس کا نتیجہ حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں ہے اور شرعی حلت و حرمت میں اچھی طرح احتیاط کریں اور امر و نہی کے مطابق زندگی گذاریں، حق تعالیٰ نے بندہ کو بیکار نہیں پیدا کیا اور اس کی مرضی پر نہیں چھوڑا ہے کہ جو کچھ سمجھے کرے' اس کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ ص ۲۳۷
مولائے حقیقی نے اس کو اوامر و نواہی کا مکلف بنایا ہے بندہ اس کے بغیر چارہ نہیں رکھتا کہ اس کے مطابق عمل کرے ورنہ بندہ سرکش شمار ہو گا اور طرح طرح کے عذابوں کا مستحق ہو گا، اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی حمد ہے کہ آپ کے صاجزادگان نیک توفیق رکھتے ہیں اور ان کا معاملہ ترقی پر ہے ان کے احوال پر رشک آتا ہے زَادَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی تَوْفِیْقًا [اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطا فرمائے] اس فقیر کو دعائے خیر و غائبانہ توجہ سے غافل نہ جانیں (خدا کرے کہ) نعمتِ دوام ہمیشہ نصیب رہے۔

مکتوب ۱۸۸

سیادت پناہ شیخ محمد یوسف گردیزی کے نام اُن کے خط کے جواب میں جو کہ انہوں نے مجلس کی رونق کے بارے میں لکھا تھا تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، الطاف نامہ گرامی کے صدور سے مشرف ہوا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ آپ عافیت کے ساتھ وطنِ مالوف پہنچ گئے اور صاجزادگان و متعلقین کو بخیریت پایا، جو خلعتیں بزرگوں سے عنایت ہوئی ہیں مبارک ہوں۔ دوستوں کے حلقہ میں بیٹھنے اور متاثر ہونے اور بعض کے بیہوش ہونے اور سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کو دیکھنے کے بارے میں جو آپ نے لکھا تھا واضح ہوا اور خوشی کا باعث ہوا، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا شکر بجالائیں اور مزید انعامات کے طالب رہیں، گوشہ نشینی کی طرف بہت زیادہ رغبت فرمائیں اور بکثرت ذکر میں مشغول رہیں' اور آخرت کا زادِ راہ تیار کریں وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ [اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (قیامت) ۱۸
کیلئے آگے کیا بھیجا ہے] اور یہ جو بعض لوگ بغیر اس کے کہ توجہ کی جائے گر پڑتے ہیں اور از خود رفتہ ہو جاتے ہیں اس کا راز ظاہر ہے کہ یہ صحبت کی تاثیر سے ہے' دوستوں سے دعائے سلامتی خاتمہ کی امید کی جاتی ہے، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والبرکات العلیٰ۔

مکتوب ۱۸۹

محب علی ملتانی کے نام اُن کے احوال کی شرح اور خود پسندی و ریا کی باریکیوں سے رہائی حاصل کرنے پر ترغیب دینے اور قرآن مجید کی تلاوت کے کچھ کمالات اور ذکر و ذاکر کے مذکور میں محو ہو جانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو خط بھیجا تھا اُس نے پہنچ کر مسرور کیا، حق سبحانہٗ آپ کو جمعیت کے ساتھ رکھے اور ترقیات کے دروازے کھول دے۔ اور آپ نے تصورِ لغزشوں ۲۳۸ص
اور گناہوں کی دید اور عُجب و ریا کی باریکیوں کے ظہور اور اُن پر استغفار و گریہ و تضرع و زاری کے بارے میں لکھا تھا اس کے بعد دوسرے روز آپ نے دیکھا کہ "ریا و عُجب (خود پسندی) آپ سے اُٹھا دی گئی ہے لیکن چونکہ آدمی شرِ محض ہے ابھی اس کی کچھ باریکیاں ہیں کہ آپ اُن پر مطلع نہیں ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو مخلوق میں سب سے بُرا جانتے ہیں"۔ میرے مخدوم! اس دید اور اس رہائی پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا شکر بجا لائیں، عُجب و ریا کی باریکیوں سے جو کہ شرکِ خفی ہے رہائی پانا ایک عظیم امر ہے جو کہ فنائے اتم پر مترتب ہوتا ہے، صوفیۂ عالیہ کا سلوک شرک کی انہی باریکیوں سے رہائی اور اخلاص کی حقیقت حاصل کرنے کے لئے ہے علم و عمل کو کتبِ شرعیہ میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے اور اخلاص صوفیۂ عالیہ کی خدمت سے وابستہ ہے علم و عمل اخلاص کے بغیر مقبول نہیں ہیں، بے روح بدن کی مانند ہیں۔ اور دوسرے احوال جو کہ آپ نے دیکھے ہیں اور اپنی منزل کو آسمان کے اوپر پایا ہے اور آپ نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ آپ کے حال پر توجہ رکھتے ہیں اور دوسرے وقت انھوں نے دستار آپ کو عنایت کی اور فرمایا کہ یہ خلعتِ ولایت ہے، واضح ہوا، سب عمدہ و روشن ہے اپنے کام میں مشغول رہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "قرآن مجید کی تلاوت میں بہت زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے"۔ کیوں لذت نہ ہو کہ صفتِ حقیقی بنفسِ نفیس جلوہ گر ہے اور صفت سے موصوف تک راستہ کھلا ہوا ہے ؎

اندر سخنِ دوست نہاں خواہم گشتن تا بر لبِ او بوسہ زنم چونش بخواند

[میں دوست کی بات میں پوشیدہ ہونا چاہتا ہوں تاکہ جب وہ اس کو پڑھے تو میں اس کے لب کو بوسہ دوں]

آپ نے لکھا تھا کہ "میں نے عشاء کے حلقہ میں اپنے آپ کو بارگاہِ رسالت پناہ میں محو پایا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مظہر دیکھا چنانچہ میں کلمۂ طیبہ کے ذکر کے وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ کہتا تھا"

شاید کہ بے اختیار آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ہوگا اختیار سے اس قسم کا کلمہ نہیں کہا جا سکتا اگرچہ مغلوب الحال ہو،
آپ نے لکھا تھا کہ آپ لطائفِ ستہ میں ذکر نہیں پاتے ہیں۔ میرے مخدوم! ذکر و توجہ و حضور اسوقت تک ہے
کہ ذاکر کا وجود درمیان میں ہے اور جب ذاکر صحرائے عدم کو کوچ کرتا ہے اور تمام منتسبات اصل کی طرف لوٹ
جاتے ہیں تو ذکر و حضور بھی اصل سے ملحق ہو جاتے ہیں اور حضور، حضورِ ذاتی میں چلا جاتا ہے اس وقت عارف
اپنے اندر نہ ذکر دیکھتا ہے اور نہ حضور اس کے بعد اگر ذکر و حضور ہے تو خود بخود ہے اور اس مقام سے عارف کا
حصہ استہلاک و انعدام ہے اور انانیت و شرکِ خفی کا زائل ہونا ہے۔ ع

از حضرتِ ذات بہرہ استہلاک ست [ذات تعالیٰ و تقدست کا حصہ استہلاک ہے] والسلام

مکتوب ۱۹۰

۲۳۹

دوست محمد بیگ کے نام نصیحت اور بعض کمالاتِ نماز کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً، آپ کے دو خطوط نے پے در پے پہنچ کر مسرور کیا،
اللہ سبحانہٗ کی حمد ہے کہ آپ عافیت سے ہیں اور دوستوں کی یاد سے غافل نہیں ہیں، اور اصلاحِ باطن میں
مشغول ہیں کوشش کریں کہ ترقی کی راہ ہمیشہ کھلی رہے، مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ [جس شخص کے دو
دن یکساں گذریں (یعنی ترقی نہ کرے) وہ خسارے میں ہے] زندگی کے سانس بہت عزیز و غنیمت ہیں کوشش کریں کہ
بیفائدہ امور میں نہ گذر جائیں اور اہم اشیا میں صرف ہوں۔ چاہیے کہ مراقبہ و ذکرِ لسانی، تلاوت و نماز
اور حلقۂ ذکر سے خالی نہ رہیں اور ان میں سے جس کسی کا کہ وقت تقاضا کرے اور جو جمعیتِ قلب زیادہ بخشے
اُسی میں مشغول رہیں اور زبان سے کلمۂ طیبہ کے تکرار پر زیادہ راغب رہیں اور یہ جو ہمارے حضرتِ عالی
(مجدد الفِ ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ بسرہٖ نے لکھا ہے کہ "مبتدی اپنے اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح معمور
رکھے کہ فرائض و سننِ موکدہ کی ادائیگی کے علاوہ اور کسی چیز میں مشغول نہ ہو، نفلی عبادتوں کو بھی موقوف رکھے"
یہ درست ہے لیکن آپ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، یہ حکم مبتدیوں کے لئے خاص ہے آپ تو امورِ مذکورہ میں سے
وقت جس کا متقاضی ہو اور جو زیادہ جمعیت بخشے اور زیادہ کیف لائے اسی میں مشغول رہیں۔ اور آپ نے
دونوں خطوں میں نماز سے تعلق رکھنے والی جو چیزیں لکھی تھیں اُن کے مطالعہ نے بہت خوش کیا، خصوصاً یہ
جو آپ نے لکھا ہے کہ "نماز پڑھنے میں جمعیت و لذت بہت حاصل ہوتی ہے اور نماز کے علاوہ کسی اور چیز میں
مشغول ہونا اچھا نہیں لگتا اور جو حرف کہ نماز میں اپنے مخرج سے نکلتا ہے وہ مسرتوں کا اظہار کرتا ہے وہ

اس وقت میں اس حقیر کو گویا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے" اس بات نے بہت ہی مسرور کیا اور باطنی لذتیں بخشیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

اندر سخنِ دوست نہاں خواہم گشتن تا بر لبِ او بوسہ زنم چونش بخواند

[میں دوست کی بات میں پوشیدہ ہو جانا چاہتا ہوں تاکہ جب وہ اس کو پڑھے تو میں اس کے لب کو بوسہ دوں]

جو حالت کہ نماز ادا کرنے کی حالت میں پیش آتی ہے وہ تمام حالات پر فوقیت رکھتی ہے اور ظلیت کی آمیزش کے بغیر اصل کا پتہ دیتی ہے اور مقصد کے چہرے سے پردہ ہٹا دیتی ہے اور گوش سے آغوش میں لاتی ہے والسلام

مکتوب ۱۹۱

مشیخت مآب حافظ عبد الجلیل کے نام ان کے خط کے جواب اور بے مثل مطلوب کی طلب پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔ ص ۲۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً للہ العظیم ومصلیاً علیٰ رسولہ الکریم۔ گرامی نامہ کے صادر ہونے سے مشرف و شادماں ہوا کیسی نعمت ہے کہ آزاد لوگ گرفتاروں کی یاد کریں اور ظاہری دوری کے باوجود (ہم) ناکارہ لوگوں کا خیال (آپ کے) خاطرِ شریف میں گذرے۔ بیشک پہلے سے اسی طرح ہوتا آیا ہے اور محبتِ ازلی ظہور و اظہار کا سبب ہوئی ہے اور ذاتی بے نیازی کے باوجود مخلوق کو اپنی بارگاہ میں دعوت دی ہے اور اس بارگاہِ قدس کی طرف رہنمائی کی ہے اور ازراہِ کرم اس راہ کو کھولا ہے۔ افسوس ہے کہ دعوت اور رہنمائی کے باوجود ہم اس بارگاہِ لایزال سے محروم اور دور ہوں اور نفس و خواہش کی قید میں رہیں ؎

درجہاں شاہدے وما فارغ درقدح جرعۂ وما ہشیار

بعد ازیں دستِ من و دامنِ دوست بعد ازیں گوشِ من و حلقۂ یار

[جہاں میں ایک معشوق (موجود) ہے اور ہم بے پرواہ ہیں پیالہ میں کچھ شراب ہے اور ہم ہشیار ہیں۔ اس کے بعد ہمارا ہاتھ دوست کا دامن پکڑے گا اور ہمارے کان میں معشوق کی غلامی کا حلقہ پڑا ہوا ہوگا]۔

اس تمام دوری و جدائی کے باوجود (یہ فقیر) دوستوں کی یاد سے غافل اور محبت کے لوازم سے خالی نہیں ہے، یہ مسکین بھی دوستوں سے دعا اور غائبانہ توجہ کی درخواست کرتا ہے۔ والسلام اولاً وآخراً۔

مکتوب ۱۹۲

سیادت پناہ میر محمد ابراہیم کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ انھوں نے نماز میں لذت حاصل ہونے کے بارے میں لکھا تھا اور محبت و اخلاص کے بارے میں تحریر کیا تھا۔

حمد و صلوٰۃ اور ارسال تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ نے جو گرامی نامہ از راہِ محبت بھیجا تھا موصول ہوا۔ آپ نے اپنے شوق و اضطراب کے بارے میں لکھا تھا، واضح ہوا، حق سبحانہٗ قادر ہے کہ احسن طریق پر ملاقات میسر فرمائے چونکہ آپ کی محبت درست ہے امید ہے کہ فیوض و برکات کے اخذ کرنے میں یہاں کے موجود دوستوں سے پیچھے نہیں رہیں گے، فقیر نے بھی آپ کے بارے میں ایک بشارت پائی ہے اور آپ کی معیت کو بعض موجود دوستوں کی معیت سے زیادہ دیکھا ہے، ہم امیدوار ہیں کہ اس کے مطابق اثرات مترتّب ہوں گے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اکثر اوقات اپنے اندر سابقہ کیفیت کے علاوہ ایک کیفیت پاتا ہوں زیادہ گمان یہ ہے کہ اوپر کے مقام سے کچھ حصہ ملا ہوگا" بیشک اوپر کے مقام سے کچھ حصہ حاصل ہوا ہے کہ کیفیتِ مذکورہ جس پر مترتّب ہے لیکن (یہ) اسی نیچے کے مقام میں ہے بغیر اس کے کہ اوپر کے مقام میں دخول ہوا ہو شاید کہ "جو لذت و کیفیت کہ نماز میں حاصل ہوتی ہے الخ" اسی نئی کیفیت کا اثر ہو۔ آپ نے لکھا تھا کہ "بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رکوع و سجدہ کرنے والا کوئی دوسرا شخص ہے" ہو سکتا ہے کہ یہ مبدأ تعین ہو کہ سالک جس کے ساتھ بقا پاتا ہے ؎ ص ۲۴۱

اعضائے وجودم ہمگی دوست گرفت نامے ست زمن برمن و باقی ہمہ اوست

[میرے وجود کے تمام اعضا دوست نے لے لئے، میرا صرف نام مجھ پر باقی ہے اور باقی سب وہی ہے]

سجدہ سے سر اٹھانا کس طرح اچھا لگے جبکہ سجدہ کمالِ قرب کا مقام ہے حدیث اَلسَّاجِدُ يَسْجُدُ عَلٰى قَدَمِي اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَسْجُدْ وَلْيَرْغَبْ [سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس بندہ کو سجدہ کرنا چاہئے اور رغبت سے کرنا چاہئے] آپ نے سنی ہوگی۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اس بے وجود جس وقت کہ تیری (خواجہ محمد معصوم کی) صورت تصور میں لاتا ہوں سب سے زیادہ لذت دیتی ہے اور عجیب کیفیت ہو جاتی ہے اور اپنے اندر عجیب فیض و انوار ملاحظہ کرتا ہوں اور اخلاص اس حد تک ہے کہ اگر اہلِ زمانہ پر ظاہر ہو جائے تو نزدیک ہے کہ وہ اپنی نافہمی کے باعث تکفیر کریں" میرے مخدوم! یہ سب حال کمال درجہ کی باطنی مناسبت و اتحاد کی خبر دیتا ہے امید ہے کہ اس کے مطابق معانی کو جذب کریں گے اور معیتِ کامل حاصل کریں گے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۹۳

سیادت پناہ میر محمد یعقوب کے نام ذکر و طاعات پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ فرزند نورچشم کے مکتوب مرغوب نے پہنچکر خوشوقت کیا، ذکر و فکر کے پابند اور حق سبحانہ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں سرگرم رہیں، جوانی کی قوت کو طاعات و عبادات میں صرف کریں، حدیث شریف شَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ[1] [منجملہ ان کے ایک وہ جوان ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں نشو و نما پائی ہو] آپ نے سنی ہوگی۔ ہم آپ جیسے جوانوں پر رشک کرتے ہیں، ہمارے ایام جوانی ہوا و ہوس میں گذر گئے، اس وقت حسرت و ندامت نقد وقت ہے جوانی واپس نہیں آتی، لاحاصل کی تمنا حاصل ہے وہی قصہ ہے کہ جو کسی شخص نے کہا تھا لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ [کاش کہ جوانی لوٹ آتی] آپ ہجوم و ساوس سے پریشان نہ ہوں اپنے کام کے پابند رہیں اور استغفار کثرت سے کرتے رہیں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۹۴

شیخ محمد باقر لاہوری کے نام اس بارے میں تحریر فرمایا کہ مکان کو صاحبِ مکان کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ آپ کا مکتوب شریف پہنچکر مسرت بخش ہوا، خلیفہ وقت (بادشاہ) کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا تھا مفصلاً معلوم ہوا، حق سبحانہ تمام کاموں کا انجام بخیر کرے م ۲۴۲
اور خلیفہ وقت کو توفیق و استقامت بخشے اور ان اکابر کے برکات اور نسبت سے کامل حصہ عطا فرمائے اور مجلس کی رونق اور دوستوں کے احوال کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا تھا وہ (بھی) تفصیل کے ساتھ واضح ہوا اور خوشنودی و مسرت کا سبب ہوا، حق سبحانہ دوستوں کو ہمیشہ ترقیات میں رکھے اور فیوض کے دروازے کھولے رکھے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "جہان آباد" میں جس جگہ میں نے قیام کیا وہ اس قدر بے فیض تھی کہ کیا لکھے، جب میں نے وہاں چند روز نشست و برخاست کی تو اس کے بعد وہ جگہ اس قدر انوار سے بھری ہوئی ظاہر ہوتی ہے کہ جانبِ فوق میں وہ عرش سے اوپر گذر گئی اور جانبِ تحت میں تحت الثریٰ سے بھی تجاوز کر گئی ہے گویا اس جگہ نے اس فقیر کے عروج و نزول کے ساتھ فنا و بقا حاصل کر لی ہے، یہ انکشاف

[1] یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں ایسے سات اشخاص کا ذکر ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔

ظاہری محسوسات کی مانند ہے کہ (اس میں) شک کی گنجائش نہیں ہے"۔ بیشک ایسا ہوا ہوگا، وَ لِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ [بزرگوں کے پیالے سے زمین کے لئے (بھی) حصہ ہے] مکان کو صاحبِ مکان کے ساتھ ایک خاص اتصال اور ہمسائیگی کا حق ہوتا ہے اور وہ (مکان) صاحبِ خانہ کے انوار و برکات کا امیدوار ہوتا ہے، یہیں سے بیت اللہ شریف کی بزرگی و عظمت کو قیاس کرنا اور اُس کے انوار و برکات کو سمجھنا چاہئے (اگرچہ) ما للتراب و ربِ الارباب [چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک]

ہمارے حضرتِ عالی (مجدد الفِ ثانی) قدس سرہ بھی اپنے رہائشی مکانوں کے انوار و برکات بیان فرمایا کرتے تھے اور ان مقامات کے عجائب و غرائب کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور جو اُن مکانات کے قرب و جوار میں تھے اُن کی برکات بھی بیان فرمایا کرتے تھے اور سفروں میں جس منزل اور بستی اور شہر میں وہ فروکش ہوتے تھے اُن شہروں اور بستیوں کے حقائق اُن پر ظاہر ہو جاتے تھے بعض لوگ ان حقائق کو مانتے ہیں اور بعض ان حقائق کے منکر ہیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۹۵

مخدوم زادۂ عالی جاہ شیخ محمد خلیل اللہ کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرزندِ نورِ چشم سے عرض ہے کہ (یہاں کے) حالات ہر طرح سے ذوالجلال (اللہ تعالیٰ) کی حمد کے لائق ہیں، اللہ سبحانہ سے آپ کی عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت اور حقیقی و معنوی ترقیٔ درجات کے لئے دعا کی گئی ہے۔ آپ نے جو خط ازراہِ محبت بھیجا تھا پہنچا اور بشارت والے جو احوال آپ نے لکھے تھے ان کے مطالعہ نے لطف اندوز کیا، حق سبحانہ پوشیدہ معانی کو تختِ ظہور پر لائے اور قوت سے فعل تک پہنچائے۔ خط لکھتے وقت میں نے آپ کو خلعت سے آراستہ تعینِ حُبّی کے دروازے پر پایا اور وصول معلوم ہوا داخل ابھی تک تشخیص میں نہیں آیا ہے اور حقیقتِ احمدی اگر نفسِ حقیقتِ کعبہ ہے جیسا کہ ہمارے حضرتِ عالی (مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ) کی بعض عبارتوں سے معلوم ص ۲۴۳
ہوتا ہے تو وہ (آپ کو) حاصل ہے توجہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تعینِ حُبّی ہے تو وہ بھی حاصل ہو رہی ہے اور اگر کوئی دوسرا امر ہے تو توجہ کا محتاج ہے امیدوار رہیں — اور یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ "فقیر (خواجہ محمد معصوم) آپ کے حق میں کہتا ہے کہ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ کا قائم مقام ہے" مناسبت کا ملہ کی خبر دیتا ہے اور اتحادِ باطنی کا پتہ دینے والا ہے — آپ نے لکھا تھا کہ "اگرچہ یہ حکم بارگاہِ قیومیت کے

باریاب حضرات کے حق میں بے ادبی ہے الخ" فقیر اس قسم کی عبارتوں سے جو کہ اس ناکارہ کے بارے میں لکھی جاتی ہیں راضی نہیں ہے، خیر جو ہوا سو ہوا آئندہ ایسا نہ لکھا کریں . . . . خط لکھنے کے بعد دوسری دفعہ جو توجہ واقع ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپ کو) اس حقیقت میں دخول میسر ہو گیا، وَالعِلمُ عِندَ اللّٰہِ سُبحانَہٗ [اور اللہ سبحانہ ہی بہتر جانتا ہے] اگر آپ کی ولایت، ولایتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے تو یہ دخول و لحوق بطورِ اصالت ہے ورنہ بطورِ متابعت و فرع ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۱۹۶

ملا محمد امین حافظ آبادی کے نام بعض کمالاتِ نماز کے بیان میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ جو خط آپ نے بھیجا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا، آپ نے لکھا تھا کہ "بعض اوقات فرض نماز کے اندر خصوصاً امامت کی حالت میں ایک کیفیت رونما ہوتی ہے گویا اس تعالیٰ شانہٗ کی عظمت کے خوف سے جسم پگھل جاتا ہے اور سجدے کے وقت میں جی نہیں چاہتا کہ سر سجدہ سے اٹھایا جائے"۔ اس کے مطالعہ نے محظوظ و مسرور کیا، حق سبحانہ اس (نماز) کے کمالات سے اکمل حصہ عطا فرمائے اور اس کی حقیقت سے پردہ کھول دے۔ نماز مومن کی معراج ہے حالتِ معراجیہ کا نمونہ نماز میں ظاہر ہوتا ہے، سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس سجدہ کرنا چاہئے اور خوب رغبت سے کرنا چاہئے، اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کو اس (نماز) کے آداب و شرائط کے ادا کرنے کی توفیق دی گئی اور اس کے ارکان اور اس کے طویل سجدوں اور اس کے قیام اور اس کی صورتوں سے اس کے حقائق کی طرف عروج سے کچھ حصہ حاصل کیا، والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب ۱۹۷

حافظ ابو اسحٰق تتہ آئی کے نام خواب کی تعبیر اور فنائے قلب و نفس کی حقیقت کے بیان میں تحریر فرمایا۔ ۳۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، یہ جو حضرت اسحاق علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں آپ کو تبرک بھیجا ہے اور انھوں نے آپ کو مکہ (مکرمہ) طلب کیا ہے اس کے بعد آپ نے چند مرتبہ مکہ معظمہ کو خواب میں دیکھا

عمدہ و مبارک ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ باطنی نسبت کی خبر دینے والا ہے اور اس خواب کے بعد مکہ مبارکہ کو دیکھنا اس معنی کی تائید کرتا ہے کیونکہ کعبہ (معظمہ) کو ان حضرت اور ان کے والد بزرگوار اور بھائی علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک خاص خصوصیت ہے۔ دو تین مرتبہ جو آپ نے خود کو برہنہ پایا ہے اور جب آپ نے لباس پہن لیا تب بھی برہنہ پایا، اس کی تعبیر فنا اور تعلقات کا منقطع ہو جانا ہے اور فنائے قلب جو آپ محسوس کرتے ہیں اس دید کو تقویت دینے والی ہے اور کامل انقطاع فنائے نفس اور اس کے اوصاف و اخلاقِ ذمیمہ اور انانیت و خودسری اور احکامِ الٰہی جل شانہٗ سے سرتابی سے جو کہ اس کی سرشت میں ودیعت ہے باہر نکل جانے پر موقوف ہے، فنائے قلب میں اشیاء کے علمِ حصولی کا زائل ہونا ہے نفسِ حاضر اس مقام میں ابھی قائم ہے اور اس کا علمِ حضوری اپنی جگہ پر ہے، اس فنا میں اگرچہ علائقِ آفاق سے رہائی پا چکا ہے اور اپنے غیر کی گرفتاری سے منقطع ہو چکا ہے لیکن نفس کے فتنوں سے پوری طرح خلاصی نہیں پائی ہے اور اُس (نفس) کی انانیت سے کلی طور پر نجات نہیں پا سکا ہے، فنائے قلب میں علمِ حصولی کا زائل ہونا اور علائقِ آفاق سے نکل جانا کافی ہے اس لئے کہ اس کی بیماری ذاتی نہیں ہے عرضی ہے اور اس کا مرض اندرونی نہیں بیرونی ہے، بیرونی تعلقات کا زائل ہونا اس کے تزکیہ و تطہیر میں کافی ہوتا ہے اور آفاق کا نسیان اس کے حق میں فنا بخشنے والا ہے اور فنائے نفس میں علمِ حضوری جو کہ نفسِ حاضر سے عبارت ہے اس کا زوال ناگزیر ہے۔ آفاقی تعلقات کا فنا ہونا اس (فنائے نفس) میں کافی نہیں ہوتا اس کا مرض ذاتی ہے جب تک وہ درمیان میں ہے، بلائے جان ہے، ع

تو مباش اصلا کمال این ست و بس [تو ہرگز نہ رہ (یعنی خود کو مٹا دے) کمال یہی ہے اور بس]

اس معاملہ کی تفصیل اور اس بات کی تحقیق کہ تکالیفِ شرعیہ و احکامِ بشریت کے باقی رہنے کے باوجود نفسِ حاضر کا زائل ہونا کس معنی میں ہے دوسرے مکتوبات میں مذکور ہے، ع

می باش و مباش مشکل ایں ست [رہ بھی اور نہ بھی رہ مشکل یہ ہے] والسلام

مکتوب ۱۹۸

مرزا محمد صادق پسر نصیر خاں کے نام فنائے قلب کی علامت اور صفات کے بدل جانے کی حقیقت اور اس واقعہ کی تعریف میں تحریر فرمایا جو کہ انھوں نے دیکھا تھا۔ ۲۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔

سلامتی اور عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعت وسنت کے طریقے پر قائم رہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "شیخ محمد حسین کے ساتھ صحبت رکھتا اور توجہ لیتا ہوں ان چند روز میں انھوں نے ذکرِ سلطانی و فنائے قلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ (حاصل) ہو گئے ہیں" میرے مخدوم! فنائے قلب کی علامت یہ ہے کہ ماسوائے حق جلّ وعلا کا خیال دل سے مطلق طور پر اس طرح چلا جائے کہ اگر تکلف کے ساتھ (بھی) ماسوا کو یاد کرے تو اس کو ہرگز یاد نہ آئے، یہ حالت ولایت کے طریقوں میں پہلا قدم اور اوّلین کمال ہے جو کہ دوسرے کمالات کے لئے شرط ہے۔ یہ نعمت جو آپ کو اس تھوڑی سی مدت میں حاصل ہوئی ہے بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور ترقیات کے منتظر رہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "دماغ میں کبھی کبھی حرکت پاتا ہوں، کیا فنائے نفس حاصل ہوئی ہے یا نہیں؟" میرے مخدوم! فنائے نفس ایک دوسرا امر ہے (جو کہ) دماغ کی حرکت سے کوئی سروکار نہیں رکھتا، علمِ حضوری کو جو کہ (اُس کی) ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے علمِ حصولی کی طرح راستہ میں چھوڑ دینا چاہیے تاکہ فنائے نفس حاصل ہو جائے جیسا کہ علمِ حصولی کا زائل ہونا فنائے قلب سے تعلق رکھتا ہے۔ اور آپ نے مراقبہ میں اپنے اوپر صفات کا بدل جانا جو لکھا تھا عمدہ ہے گویا آپ ایک شان سے دوسری شان میں جاتے ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "مشغولی (مراقبہ) میں دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت ضعیفہ ہے جو فقیر (خواجہ محمد معصومؒ) کے سامنے ظاہر ہوئی اور کہا کہ آنسرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت (گندھی ہوئی مٹی) کا باقی ماندہ حصہ گردن سے اوپر حضرت عالی (مجدد الف ثانیؒ) مرحوم کو عطا ہوا، کچھ اور جو اس میں سے باقی بچ رہا تھا فقیر (خواجہ محمد معصومؒ) کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ابرو سے اوپر اس کو عطا ہوا" میرے مخدوم! حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی پیدائش کا نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی بقیہ طینت سے ہونا حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے اسرار میں سے ایک عظیم سر ہے سجدۂ شکر بجا لائیں کہ اس قسم کے اسرار آپ کو حال میں دکھائے گئے ہیں، (یہ) مناسبتِ کامل کی خبر دیتا ہے اگرچہ دونوں جگہ میں محلِ پیدائش کے تعین میں فرق واقع ہوا ہے۔ دیگر یہ کہ شیخ عبد الخالق ہمارے بہت اچھے دوستوں میں سے ہیں اور صاحبِ کمالات ہیں اگر آپ اُن کے ساتھ صحبت رکھیں اور (اُن سے) توجہ لیں تو گنجائش رکھتا اور بہتر ہے والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب ۱۹۹ ۲۳۶

شیخ عبد الخالق بنگالی کے نام طالبین کے آنے سے ڈرنے اور کام نہ رہنے اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ

کی تدبیر سے غافل نہ رہنے اور بعض کمالاتِ محبت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے لکھا تھا "کہ ہم نے اس سے پہلے ایک خط جہان آباد سے بھیجا تھا" میرے مخدوم! معلوم نہیں کہ وہ خط ہمیں پہنچا بھی یا نہیں، اگر پہنچا ہوگا تو اس کا مضمون ذہن میں نہیں ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اس سفر میں بہت سے لوگ خاص طور پر قبائل کے اکثر منکر افراد طریقۂ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں"۔ اللہ سبحانہٗ کی حمد ہے، ان کے احوال میں اچھی طرح مشغول ہوں اور حلقۂ ذکر و مراقبہ کو سرگرم رکھیں اور طالبین کے آنے سے ڈرتے اور کانپتے رہیں اور تدبیرِ خداوندی جل شانہٗ وعز برہانہٗ سے بے خوف نہ ہوں اور ہمیشہ التجا، تضرع اور زاری کرتے رہیں، ایسا نہ ہو کہ مقصدِ اعلیٰ میں خلل واقع ہو جائے اور مخلوق میں مشغول ہونا (قربِ) حق سبحانہٗ سے روک دے اور طالبین کی کثرت اس شخص کی خشکی (سستی) کا سبب نہ ہو جائے، بہر حال دوستوں سے صحبت بھی رکھیں اور استغفار و تضرع کو بھی نہ چھوڑیں اِعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ [عمل کر اور استغفار کر]۔ دن رات میں ایک دو وقت خلوت کے لئے مخصوص کریں اور اس وقت میں بکثرت ذکر کرتے گناہوں اور لغزشوں کو یاد کرنے اور توبہ و انابت کرنے کو غنیمت جانیں اور (ہم) دور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ آپ نے میرزا محمد صادق و حسن بیگ کی محبت و اخلاص کے بارے میں لکھا تھا بیشک فیوض و برکات کا اخذ کرنا محبت کے مطابق ہے کہ وہ پوشیدہ معانی کو جذب کرتی اور محب کو محبوب کے رنگ میں رنگ دیتی ہے اور فنا و بقا جو کہ ولایت کے ارکان ہیں محبت کا ثمرہ ہیں اگر محبت نہ ہوتی تو ظہور و اظہار اور وجود و ایجاد کا دروازہ کون کھولتا اور طالب کی مطلوب کی طرف رہنمائی کون کرتا۔ والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب ۲۰۰

شیخ منصور جالندھری کے نام اُن کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا جو کہ بعض اسرار پر مشتمل ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً ومصلیاً، اللہ تعالیٰ فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے، ۲۴۷
آپ کا مکتوب شریف جو کہ سرورِ کائنات علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت اور اس کا اثر ظاہر ہونے کی بشارت اور نیز جس وقت کہ آپ نماز میں ایک جماعت کے امام تھے نماز ادا کرنے کے بعد جب آپ نے خاص اپنے لئے دعا کی تو قبولیت کا اثر ظاہر نہ ہونے اور جب آپ نے مقتدیوں کی جماعت کو دعاؤں میں شریک کیا تو قبولیت کے آثار ظاہر ہونے اور دیگر کیفیات و احوال پر مشتمل تھا، پہنچ کر مسرت بخش ہوا،

اَللّٰھُمَّ زِدْ [اے اللہ! اور زیادہ فرما] آپ نے لکھا تھا کہ "حقیقۃ الحقائق کے ساتھ الحاق جو آپ نے پایا ہے آیا تعینِ حبی کے ساتھ (الحاق) ہے یا نہیں" جو کچھ سرِدست سمجھ میں آتا ہے (وہ یہ ہے کہ) تعینِ حُبّی کے ساتھ (الحاق) ہے اور اس کے موافق خلعت و زینت بھی مشہود ہوتی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اس تعین میں ایک طرح کی محبوبیت محسوس ہوتی ہے" کیوں محسوس نہ ہو کہ (یہ) حبیب رب العالمین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت ہے جو کہ محبوبوں کے سردار اور مرادوں کے رئیس ہیں، اگر محبوبیت اس تعین میں نہ ہوگی تو کہاں ہوگی۔ غرضیکہ جو شخص اس مقام کے وصول سے مشرف ہو جائے وہ اس معنی سے بہرہ مند ہے خواہ اصالتاً پہنچا ہو یا کسی دوسرے کے طفیل اور ضمنی طور پر پہنچا ہو علیٰ تفاوت الدرجات الفریقین [فریقین میں درجات کے تفاوت کے مطابق] اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حقائقِ اشیاء اور تمام امور کو بہتر جانتا ہے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب ۳۰۱

سیادت پناہ سید ابوالخیر شاہ آبادی کے نام حضرت پیر دستگیر (مجدد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کی بعض خصوصیات کے بیان میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کے مکتوب شریف نے پہنچ کر خوش وقت کیا، آپ نے اپنے احوال کے بارے میں یہ جو لکھا ہے کہ "وجود کے بوجھ سے جو کہ اس ناتوان ہستی پر پڑتا ہے اس طرح کا ہو جاتا ہوں جیسا کہ کسی کمزور چیونٹی پر بہت بڑے پہاڑ کا بوجھ آپڑے، فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ
۷ / ۱۴۳ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا [پھر جب تجلی فرمائی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف (پس) اس کو
ڈھا کر برابر کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے] واضح ہوا، اَللّٰھُمَّ زِدْ [اے اللہ اس کو اور زیادہ فرما] امید ہے کہ یہ بارِ بشریت کے آثار کو پوری طرح اٹھا دے گا اور یارِ خوشگوار لائے گا۔ آپ نے لکھا تھا کہ "حضرتِ عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کا کلام مرتبۂ ذاتِ بحت سے ہے اور باقی تمام بزرگوں کا کلام مرتبۂ صفات یا ظلالِ صفات سے ہے" میرے مخدوم! حضرت عالی (قدس سرہ) کی نسبت اصحابِ کرام کی نسبت ہے اور یہ نسبت ایک
آخریت ہے جو کہ اولیت کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے اس نسبتِ شریفہ کو دوسرے بزرگوں کی نسبت کے ساتھ ۲۴۸
کیا مناسبت ہے، ان نسبتوں نے انفس کی قید سے رہائی نہیں پائی ہے اور اس کے ماوراء نہیں پہنچی ہیں اور یہ نسبتِ عزیزہ آفاق و انفس کے ماوراء کی خبر دینے والی ہے اور جذبہ و سلوک سے ماوراء ہے، کہاں تک لکھے والسلام

مکتوب ۲۰۲

صلاح آثار صوفی پاینده محمد کابلی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی، آپ کے مکتوب شریف نے پہنچکر مسرور کیا، حق سبحانہٗ ظاہری و باطنی جمعیت کے ساتھ رکھے اور شریعت و طریقت کے راستے پر استقامت عطا فرمائے، آپ نے لکھا تھا کہ میں ان دنوں اپنے آپ کو تعینِ حُبّی میں داخل پاتا ہوں بلکہ مرکز سے بھی حصہ معلوم ہوتا ہے اور تنہا سکوت میں اور دوستوں کے حلقہ میں جب مراقبہ میں ہوتا ہوں تو سب کو نورِ محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام احاطہ کر لیتا ہے۔ میرے مخدوم! یہ نسبتِ عالیہ عنقائے نادر کا حکم رکھتی ہے اور عقل و ہوش اس کے تصور و خیال سے لرزتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس معنی کے حصول کو مبارک و مسعود فرمائے، اور جماعتِ کثیرہ کی ہدایت کا سبب بنائے اور احاطۂ نور سب کو صاحبِ نور تک پہنچائے اِنَّهٗ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ [بیشک وہ قریب اور قبول کرنے والا ہے] جو واقعہ کہ آپ نے دشمن کی شکست کے بارے میں دیکھا ہے اور میرے فرزند کے خط میں لکھا ہے مطالعہ کیا اس بارے میں توجہ و دعا کو زیادہ سے زیادہ عمل میں لائیں کہ حق تعالیٰ مسلمانوں کو فتنوں سے اپنی حفاظت میں رکھے اور امن و امان میں لائے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۰۳

میر سید اسرائیل کے نام اس بیان میں کہ حقیقی دیدار کا آخرت میں وعدہ کیا گیا ہے اور دنیاوی مشاہدات سب ظلال سے وابستہ ہیں اور نماز کے بعض کمالات کے بیان میں تحریر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی، اللہ تعالیٰ فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے، نامۂ نامی و مکتوب گرامی جو کہ آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اُس کے ورود سے مشرف ہوا۔ آپ نے ظاہری ناگزیر دوری کے رنج و غم کا اظہار کیا تھا، اس جانب سے بھی حدیثِ شوق پڑھیں اور اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ [مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے] کو ملحوظ رکھیں، کیا کیا جائے دنیا جدائی کا مقام ہے ملاقات کا مقام آخرت ہے، حق سبحانہٗ احسن وجوہ کے ساتھ وہاں یکجا کرے اور اس (ظاہری) جدائی کی تلافی فرمائے اور حق جل و علا ۳۴۹ کی ملاقات بھی آخرت کے ساتھ موعود ہے، مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۲۹ ۵

[جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا امیدوار ہے تو وہ جان لے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت (آخرت میں) یقیناً آنے والا ہے] اس لئے کہ موت آخرت کے مقدمات میں سے ہے، جن مشاہدات و معاینات سے دنیا میں تسلّی حاصل کی جاتی ہے وہ سراب کی مانند ہیں کہ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے اور عالی ہمت شخص اُن پر فریفتہ نہیں ہوتا اور سراب سے سیراب نہیں ہوتا اور دنیاوی مشاہدات سب ظلال سے وابستہ ہیں اور خیال کی قید سے آزاد نہیں ہیں، جو کچھ دیکھا اور جانا گیا وہ سب کا سب غیر ہے، ہاں نماز چونکہ مومن کی معراج ہے اور کامل نمازی نماز کی ادائیگی کے دوران دنیا سے باہر ہو جاتا اور عالمِ آخرت سے جا ملتا ہے اس لئے اگر نماز کی ادائیگی کے وقت میں اس نعمت کا نمونہ جو کہ آخرت کے ساتھ موعود ہے رونما ہو تو گنجائش رکھتا ہے، دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں کھیتی میں جسقدر بھی اضافہ کیا جائے گا اس کا اجر اتنا ہی بھرپور اور اکمل ہوگا اور آخرت میں قرب و شہود کے مراتب اسی قدر زیادہ حاصل ہوں گے اور زراعت میں اضافہ یا کیفیت میں ہوتا ہے یا کمیت (مقدار) میں اور جو کہ معتبر ہے وہ کیفیت میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ کمیت میں اضافہ تو عوام سے ظہور میں آتا ہے اور کیفیت میں اضافہ خواص کے ساتھ ہی مخصوص ہے اس لئے کہ اُن کے نفوس فنا و بقا کی نعمت کے ذریعے طمانیت سے جا ملتے اور امّارگی سے رہائی پالیتے ہیں اور اس راہ سے طاعات و عبادات بھی ریا و دقائقِ شرک سے بعید اور اخلاص سے قریب اور قبولیت کے بہت ہی نزدیک ہو جاتی ہیں، طریقۂ عالیہ کا سلوک حقیقتِ اخلاص کے بلا تامل و بے تکلف حاصل کرنے کے لئے ہے جو کہ فنا و اطمینان نفس اور حقیقتِ بندگی کے حصول پر موقوف ہے کہ یہ سب امور دقائقِ شرک سے آزادی حاصل کرنے سے وابستہ ہیں تاکہ اسلامِ حقیقی رونما ہو اور حقیقتِ نماز اور دیگر تمام طاعات کی حقیقت جلوہ نما ہو، نہ یہ کہ مطلوب کو جال میں لے آئیں اور عنقا کو شکار کرلیں۔ ع

عنقا شکارِ کس نشود دام باز چیں [عنقا کو کوئی شکار نہیں کرسکتا تو اپنا جال اٹھالے]

بزرگوں نے کہا ہے کہ فنا و بقا کا علم صحتِ نیت اور بندگی میں خلوص پر مبنی ہے اور اس کے ماسوا مغالطہ و زندقہ ہے، اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ وَجَنِّبْنَا عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاھِیْ بِحُرْمَۃِ مَنْ زَاغَ بَصَرُہٗ وَمَا طَغٰی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات العلیٰ [اے اللہ! ہمیں اُس ذات کے طفیل جس کی آنکھ نے کجی نہیں کی اور نہ وہ آنکھ بہکی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات العلیٰ کے طفیل اشیاء کی حقیقتیں دکھا دے جیسی کہ وہ ہیں اور ہم کو لہو و لعب کے کاموں میں مشغول ہونے سے بچا]

والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۲۰۴

شیخ انور نوسرانی کے نام ان کے احوال کی تعبیر میں تحریر فرمایا۔

حق سبحانہ وتعالیٰ کمال کے اعلیٰ مرتبہ تک ترقی عطا فرمائے، جو مکتوب کہ آپ نے بھیجا تھا ص ۲۵۰
وہ پہنچکر فرحت افزا ہوا، اور یہ جو (حال میں) کہا گیا ہے کہ آپ کو قطب العالم سے موسوم کر دیا گیا ہے،
کمالاتِ قطبیت کے حصول کی بشارت ہے نہ کہ منصبِ قطبیت کی، اور اسی طرح یہ جو آپ نے دیکھا ہے
کہ ایک تخت پر کہ جس پر یہ فقیر (خواجہ محمد معصومؒ) ہے آپ کو اپنے ہمراہ لے لیا ہے اس کی تعبیر بھی پہلے حال
کی تعبیر کی مانند ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ رخصت کے وقت آپ (خواجہ محمد معصومؒ) نے کہا تھا کہ تمہاری
نسبت اعلیٰ ہے اور میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم زر و زیور کے ساتھ آراستہ ہو لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ
وہ کونسی نسبت ہے جو کہ عالی ہے۔ میرے مخدوم! جو نسبت کہ آپ رکھتے ہیں اور وہ آپ کا نقد وقت ہے
وہ علو سے موصوف ہے تعین کی ضرورت نہیں رکھتی۔ آپ نے حقیقۃ الحقائق کے ساتھ مشرف ہونے
کے بارے میں لکھا تھا، عمدہ و واضح اور مبارک ہے۔ آپ نے مجلس کی رونق اور صحبت کی تاثیر کے بارے
میں جو کچھ لکھا ہے اس پر اللہ جل شانہ کا شکر بجا لائیں اور طالبین کے احوال میں خوب اچھی طرح مشغول
ہوں اور توجہات دیں لیکن حق جل وعلا کی تدبیر سے ڈرتے اور لرزتے رہیں، فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ
إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (بس اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے کوئی بے فکر نہیں ہوتا بجز ان کے جن کی شامت ہی آگئی ہو) والسلام ج ۲ / ص ۹۹

مکتوب ۲۰۵

مخدوم زادۂ عالی منقبت شیخ عبد الصمد کے نام ان امور کے بارے میں تحریر فرمایا جو کہ ولایتِ احمدی
وتعینِ حُبّی سے تعلق رکھتے ہیں۔

الحمد للہ علیٰ نعمائہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل انبیائہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسائر
اولیائہ۔ گرامی نامہ جو کہ فقرہ ہائے شوق و شعرہائے شور انگیز پر مشتمل تھا پہنچکر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے
اعلیٰ کیفیات واحوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا (اس میں) تحریر تھا کہ "ولایتِ احمدی تک
پہنچنے کے بعد جو کہ سراسر محبوبیت ہے عارف محبوبیت کے رنگ میں رنگ جانے والا ہو جاتا ہے اگرچہ

انعکاس کے طور پر ہو اور اپنے آپ کو بھی اس رنگ کے ساتھ رنگا ہوا پاتا ہے اور نیز محبوبیت کے لباس کے ساتھ ملبوس پاتا ہے، اس نکتہ کا حل (تحریر) فرمائیں کہ لباس مذکور ولایتِ محمدی میں دخول کے باعث ظاہر ہوا ہے یا یہ جدا ہے اور جو حصہ کہ ولایتِ احمدی کی راہ سے معلوم ہوتا ہے وہ جدا ہے؟

اے سعادت آثار! اگر اس ولایت تک پہنچنے سے پہلے اس لباس کے ساتھ اپنے آپ کو ملبوس پاتے تھے تو جدا ہونے کا احتمال قوی ہوگا اور اگر وصول کے بعد یہ لباس ظاہر ہوا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا باعث یہی ولایت ہے اور جو کچھ ظاہری نظر میں آتا ہے وہ بھی یہی ہے کہ دونوں اسی ولایت سے پیدا ہوئے ہیں جو کہ سراسر محبوبیت ہے، جدا ہونا مفہوم نہیں ہوتا اور عموم و خصوص کی نسبت جو آپ نے تعینِ حُبّی اور ولایتِ ۲۸۱
احمدی میں ثابت کی ہے اس سے حقیقتِ احمدی کا تعینِ حبّی پر تفوق معلوم ہوتا ہے اور یہ غور طلب ہے اس لئے کہ تعینِ حُبّی حقائقِ ممکنات کا منتہیٰ ہے اور ممکنات کے حقائق میں سے کوئی حقیقت اس کے اوپر نہیں ہے جیسا کہ حضرتِ عالی (مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ) نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس تقدیر پر تعینِ حُبّی سے ترقی جائز بلکہ واقع ہے اور حالانکہ انہوں (حضرت مجددؒ) نے اس کو غیر واقع اور محال لکھا ہے کہ وہاں سے قدم اٹھانا اور قدم آگے رکھنا وجوب میں واقع ہونا اور امکان سے نکلنا ہے جو کہ عقلی و شرعی طور پر محال ہے۔ والسلام

مکتوب ۲۰۶

حاجی محمد شریف خادم کے نام اس بات کے حل میں تحریر فرمایا کہ رضا بقضا طلبِ دعا کے منافی ہے

حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا خط جو کہ کسرِ نفسی کے الفاظ پر مشتمل تھا پہنچکر فرحت افزا ہوا، اچھا واقع ہوا کہ اہلِ دنیا کی طرف رجوع نہیں کرنا پڑا اور فقرائے طریقت کے طور پر لکھ کر گذر گیا اس کے بعد جو کچھ مقدر ہے ظاہر ہو جائے گا۔ آپ نے پوچھا تھا کہ حدیث اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَعَالِیَ الْھِمَمِ [بیشک اللہ تعالیٰ بلند ہمتیوں کو پسند فرماتا ہے] اس بات کی مقتضی ہے کہ امورِ عالیہ کو طلب کیا جائے اور مقامِ رضا و عبودیت تقاضا کرتا ہے کہ انسان کچھ طلب نہ کرے کیونکہ طلب کرنا عبدیت و رضا کے منافی ہے۔ میرے مخدوم! یہ سوال مطلق دعا کے بارے میں ہوا اس لئے کہ دعا اور طلب کرنا رضا و تسلیم کے منافی ایک امر ہے۔ جواب:۔ کوئی منافات نہیں ہے، یہ بات جائز ہے کہ (ایک شخص) موجود پر راضی ہو اور زیادہ کا طالب (بھی) ہو، زیادہ کا طلب کرنا موجود پر راضی نہ ہونا نہیں ہے، قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا [آپ کہیں کہ طٰہٰ ۱۱۴

اے میرے رب میرے علم کو زیادہ فرما) اور وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي (اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا فرما کہ جو میرے بعد کسی اور کو میسر نہ ہو) (ان دعاؤں میں طلب زیادتی ہے اور یہ رضا کے منافی نہیں ہے)۔ ص ۳۸ ۳۵

حق تعالیٰ جل و علا کے دوست اس کی (بھیجی ہوئی) بلا پر راضی ہیں اس کے باوجود بلا کے دفعیہ کی دعا بھی کرتے ہیں، أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (اے میرے رب!) مجھ کو تکلیف پہنچ رہی ہے الانبیاء ۲۱ ۸۳
اور آپ سب رحم والوں سے زیادہ رحم والے ہیں) (اس دعا میں بھی دفع بلا کی درخواست ہے) اگر قضا پر راضی ہونا دعا کے منافی ہوتا تو دعا کا امر کیوں ہوتا (جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (اور تمہارے رب نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا) پس معلوم ہوا کہ رضا و دعا کے درمیان منافات ثابت نہیں ہے، آپ نے بشارت کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا (اس کا) جواب یہاں آنے پر موقوف رکھیں اور (فی الحال) قلم کو معذور سمجھیں، والدعاء، والسلام اولاً و آخراً المؤمن ۴۰ ۶۰

مکتوب ۲۰۷

خواجہ ماہ پسر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی کے نام قوم (صوفیہ) کے بعض اصطلاحی کلمات کی شرح میں تحریر فرمایا ن ۲۵۲

اللہ تعالیٰ (آپ پر) فیوض کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھ کر شریعت منورہ و سنت مصطفےٰ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والبرکات العلیٰ کے طریقہ پر قائم و دائم رکھے۔ گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا، آپ نے قوم (صوفیہ) کے بعض اصطلاحی کلمات کی شرح طلب کی تھی، آپ جان لیں کہ جمع اس چیز سے عبارت ہے کہ مخلوق کو حق جل و علا سے جُدا نہ دیکھے اور سکر کی وجہ سے ایک کے احکام دوسرے پر جاری کرے اور اس کو کفر طریقت کہتے ہیں اور اکثر شطحیات و سکریات جو کہ مشائخ سے صادر ہوتی ہیں وہ مقام جمع سے پیدا ہوتی ہیں، اس مقام میں (سالک) ذکر کو سکر کے غلبہ کے باعث لقلقہ و وسوسہ جانتا ہے اور نماز کو شرک سمجھتا ہے اور تعبد و دوئی دیکھتا ہے اور کلمہ أَنَا الْحَقُّ اور سُبْحَانِي کا راگ الاپتا ہے۔ جمع الجمع کہ جس کو فرق بعد الجمع بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ مخلوق کو حق سبحانہ سے جدا دیکھے اور عدم فرق کی حالت کے بعد جو کہ مقام جمع میں تھی فرق کرنے لگے اور سکر کے بعد صحو حاصل ہو جائے اور کفر کے بعد اسلام رونما ہو جائے اور ذکر و نماز میں مشغول ہو جائے۔ سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیر انفسی اپنے آپ میں آنا اور اپنے دل کے گرد پھرنا ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ سیر آفاقی بُعد در بُعد ہے اور سیر انفسی قرب در قرب ہے۔ یافت (پانا) اپنے اندر ہے اپنے سے باہر یافت نہیں ہے ۔

ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست — با تو در زیر گلیم ست ہر چہ ہست

[تو اندھے کی طرح ہر طرف ہاتھ نہ لے جا، جو کچھ ہے وہ تیرے ساتھ ہی کمبل کے نیچے ہے]

سیر الی اللہ، اسمائے الٰہی جل وعلا میں سے اس اسم تک ہے جو کہ سالک کا مبدأ تعین ہے، اس سیر میں دائرۂ امکان کا طے ہونا ہے یہاں تک کہ اس اسم تک پہنچتی ہے جو مراتبِ وجوب سے ہے۔ سیر فی اللہ اُس اسم (مبدأ تعینِ سالک) میں اور اس اسم کے اصول کے ظلال میں ہے پس سیر فی اللہ کے معنی اللہ تعالیٰ کے اسما اور اس کی صفات میں سیر ہے، یہ ہر دو سیر (سیر الی اللہ وسیر فی اللہ) مراتبِ عروج میں کمال حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں اور یہاں دو سیر اور بھی ہیں جو کہ نزول و تکمیل سے تعلق رکھتی ہیں، سیر عن اللہ باللہ وسیر فی الاشیا، تیسری سیر اثنائے نزول میں ہے اور چوتھی سیر نزول کا کمال ہے جو کہ دعوت کا مقام ہے۔ برزخ اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ دو چیزوں کے درمیان واسطہ ہو کہ دونوں طرف کا رنگ رکھتا ہو۔ حقیقتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جو کہ مقامِ وحدت ہے برزخِ کبریٰ کہتے ہیں کیونکہ یہ اطلاقِ ذات اور مرتبۂ واحدیت کے تقیدات کے درمیان جو کہ اعیانِ ثابتہ اور ممکنات کے حقائق ہیں واسطہ ہے اور یہ مرتبۂ وحدت اطلاق کا رنگ بھی رکھتا ہے اور تقید کا رنگ بھی، وہ ایسا مطلق ہے جو کہ اطلاق کی قید کے ساتھ مقید ہے اور ایسا مطلق ہے کہ جس کی ضد تقید ہے اور مرتبۂ
۲۵۳
فوق جو کہ مرتبۂ لاتعین ہے کا اطلاق ایسا اطلاق ہے جو کہ اطلاق کی قید اور تقید کی ضدیت کے بغیر ہے اور اعیانِ ثابتہ کو وجود وعدم کے درمیان برزخ کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ وجود کا رنگ بھی رکھتے ہیں کیونکہ وہ علمِ الٰہی میں وجود رکھتے ہیں اور عدم کا رنگ بھی رکھتے ہیں کیونکہ وہ خارج میں معدوم ہیں اور بزرگوں نے قبر کو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ کہا ہے اور وہ دونوں کے احکام رکھتا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ [جو شخص مرگیا تو اس کی قیامت قائم ہوگئی] اور وہ (قبر) قیامت کے احکام یعنی عذاب و حساب، ثواب اور اعمال کا منقطع ہونا رکھتی ہے اور دنیا کے احکام یعنی جمعہ کی راتوں اور جمعہ کے دن اور ماہِ رمضان میں کفار سے عذاب کا منقطع ہونا بھی رکھتی ہے، ولایتِ صغریٰ، ولایتِ کبریٰ اور ولایتِ علیا، یہ الفاظ ہمارے حضرتِ عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی خاص اصطلاحات میں سے ہیں کہ یہ قوم (صوفیہ) کے کلام میں موجود نہیں ہیں۔ ولایتِ صغریٰ ولایتِ اولیا ہے جو کہ اسما وصفات کے ظلال سے تعلق رکھتی ہے۔ ولایتِ کبریٰ ولایتِ انبیا علیہم السلام ہے جو کہ اصل سے متعلق ہے اور ولایتِ علیا ولایتِ ملاءِ اعلیٰ ہے جو کہ ان دونوں ولایتوں کے اوپر ہے اور کمالاتِ نبوت وہ کمالات ہیں جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اور تینوں قسم کی ولایات کے کمالات کے

اوپر ہیں اور تینوں قسم کی ولایات کے کمالات اور کمالاتِ نبوت کی تفصیل ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانیؒ) کے مکتوبات شریف جلد اول کے طریقہ کے بیان والے مکتوب میں (درج) ہے وہاں سے طلب فرمائیں، میرے مخدوم! ایک رسالہ ہے جو کہ اس فقیر نے بعض دوستوں کی التماس پر بعض ان کلمات کی شرح میں لکھا ہے جو کہ ہمارے طریقے میں مشہور و مروج ہیں اس کی نقل بھیجی گئی ہے آپ مطالعہ کریں، والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والبرکات العلیٰ۔ ۳۶۰

مکتوب ۲۰۸

شیخ خالد سلطان پوری کے نام رضا بقضا پر ترغیب دینے اور فقر کی فضیلت میں تحریر فرمایا۔

مکتوب مرغوب پہنچا آپ نے روزگار کی تنگی کے متعلق جو کچھ لکھا تھا وہ سب واضح ہوا اور دلی فکرمندی کا باعث ہوا، اللہ تعالیٰ عالمِ غیب سے کشادگی عطا کرے اور امداد فرمائے، فقیر نے اس بارے میں دعا کی ہے اور (آئندہ بھی) دعا سے غافل نہیں ہے۔ میرے مخدوم! رزق کا تنگ اور کشادہ کرنا سب اس تعالیٰ شانہٗ کا ہی فعل ہے کسی کو اس میں دخل نہیں ہے اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ [اللہ تعالیٰ ۲۹/۵۲ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے] مقبول بندہ وہ ہے جو اُس (اللہ) تعالیٰ شانہٗ کے ۲۵ فعل، ارادہ اور تقدیر سے راضی ہو اور ماتھے پر بل نہ لائے اور کشادہ پیشانی و خوش و خرم رہے، یہ فقر و فاقہ اور معیشت کی تنگی اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عنایت کرتا ہے کہ پیدائش سے مقصود یہی حضرات ہیں انسان کی سعادت ہے کہ وہ کسی امر میں ان برگزیدہ بندوں کے ساتھ شریک ہو جائے، اگر بندہ اس نعمت کی قدر جانے اور صبر و رضا کا راستہ اختیار کرے تو امید ہے کہ کل قیامت کے روز بھی ان بزرگوں کے انوار و برکات میں شریک ہوگا اور اُن کے پس خوردہ میں سے حاصل کرے گا، دل تنگ اور اپنی زندگی سے بیزار نہ ہوں، جو زندگی کہ غفلت میں گذرے وہ (البتہ) بیزاری کے قابل ہے، دنیا میں عیش و تنعم کے لئے نہیں لایا گیا، عیش کا مقام آگے ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّ الۡعَیۡشَ عَیۡشُ الۡاٰخِرَۃِ [اے اللہ بیشک عیش (درحقیقت) آخرت کا عیش ہے] دنیا میں طاعت و عبادت کے لئے لائے ہیں اور مطلوب حق جل وعلا کی معرفت ہے اگر ان مطلوبہ امور میں خلل و نقصان آجائے تو افسوس کا مقام ہے، دنیا و مافیہا اس قابل نہیں کہ اُس کے نہ ہونے پر اس فانی زندگی سے تنگ آجائیں اس لئے کہ اس (دنیا) کی تنگی آخرت کی کشادگی کا سبب ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۰۹

ملا شاہ مراد قلی پشاوری کے نام طالبین کے احوال میں مشغول ہونے پر رغبت دلانے اور تدبیر
خداوندی جل شانہٗ سے ڈرانے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ مکتوب مرغوب پہنچکر مسرت بخش ہوا،
آپ نے طالبین کے اجتماع، مجلس کی رونق، صحبت کی تاثیر اور بعض دوستوں کو فنائے قلب حاصل
ہونے کے بارے میں لکھا تھا واضح ہوا اور خوش وقت کیا ؎

آسماں سجدہ کند بہر زمینے کہ درو یکدو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

[آسمان اس زمین کے لئے سجدہ کرتا ہے جس میں ایک دو آدمی ایک دو لمحہ خدا کے لئے بیٹھتے ہیں]

دوستوں کے احوال میں اچھی طرح مشغول ہوں اور توجہات دیں، نسبت کے دوام کی نگہداشت پر رغبت
دلائیں لیکن طالبین کے آنے سے ڈرتے اور کانپتے رہیں اور تدبیر خداوندی جل شانہٗ سے بے خوف نہ ہوں
ایسا نہ ہو کہ انسان کی خرابی اس ضمن میں چاہی گئی ہو۔ مختصر یہ کہ اس بارے میں ہمیشہ التجا و تضرع کرتے
رہیں اور خود پسندی و غرور سے بے خوف نہ رہیں۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۱۸ : ۱۰
[اے رب! ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے ہدایت کا سامان مہیا فرما] والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۲۱۰

صوفی محمد حسین کابلی کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔ ۲۵۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب مرغوب نے پہنچکر
مسرور کیا آپ نے جو روشن احوال لکھے ہیں یعنی سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واکمل التحیات
کی زیارت کرنا اور ان (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سبز خلعت کا عنایت ہونا اور اسی طرح حضرات حسنین (رضی اللہ عنہما)
میں سے ہر ایک سے دوسری دو خلعتوں کا عنایت ہونا اور اپنے آپ کو سرخ لباس والی خوبصورت عورتوں کی
صورت میں دیکھنا اور اپنے تمام اعضا کے جوڑوں پر شاندار زیورات کا دیکھنا اور اسی اثنا میں ایک شیر کا
آپ پر حملہ کرتے ہوئے ظاہر ہونا اس کے بعد اس سے رہائی پانا اور دوگانہ شکر ادا کرنا اور اس وقت تمام

قرآن مجید کا پڑھنا سب واضح وظاہر ہوا ہر ایک عمدہ و اعلیٰ ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "میں جب رات میں جاتا ہوں ہر چیز جو کہ آسمان و زمین کے درمیان ہے فقیر کے ہمراہ جاتی ہے اس وقت جس چیز کو کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے ہمہ اوست کی آواز کان میں پہنچتی ہے اور بیہوش کر دیتی ہے۔" بیشک اس راہِ غیب الغیب میں اس راستہ کا ہر ذرہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ [بیشک میں اللہ ہوں] کی نغمہ سرائی کرتا ہے اور اس جنگل کا ہر دیوا اپنے آپ کو پری کے ناز و انداز میں ظاہر کرتا ہے اور سالک کو اپنی پوجا کی طرف بلاتا ہے اور طالب کی رہزنی کرتا ہے، کوئی ایسا بلند ہمت شخص چاہیے جو کہ (حضرت) ابراہیم پیغمبر علیٰ نبینا وعلیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند اُن کی طرف توجہ نہ کرے اور اُن کے حُسنِ موہوم کا فریفتہ نہ ہو اور لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ [میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا] کہے اور اس ذات کی طرف دوڑے جو کہ طلب کے لائق ہے اور جس کی صفت لم یزل لایزال (لازوال) ہے اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الآیہ [میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا] کا ترانہ گائے۔ اور جس قبرستان میں کہ آپ جاتے ہیں مردے آپ کا دامن پکڑ کر کچھ چیزیں طلب کرتے ہیں الخ عمدہ ہے، جو کچھ آپ سے ہو سکے طلب کے موافق ان کو پیش کر دیا کریں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اپنے آپ کو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صف میں پاتا ہوں اور رکوع و سجود سے جو کچھ ادا کیا جاتا ہے وہ حضرات فقیر کے ساتھ موافقت کرتے ہیں اور نماز کے بعد خلوت میں کچھ چیزیں فقیر سے کہتے ہیں اور مجھے یاد نہیں رہتا۔" میرے مخدوم! (دنیا کی) پیدائش سے مقصود انبیاء علیہم السلام ہیں اور جو نعمت بھی ہے انہی کے لئے آئی ہے اُنہیوں کی سعادت ہے کہ ان بزرگوں کے امور میں سے کسی امر میں شرکت پیدا کریں اور ان کی متابعت کے ذریعہ ان کے پس خوردہ سے کچھ چکھیں اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا مِنْ بَرَكَاتِهِمْ وَاجْعَلْنَا مِنْ مُتَابِعِیْ اٰثَارِهِمْ [اے اللہ ہمیں ان کی برکات سے محروم نہ فرما اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں میں سے بنا] والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

پ ۷ ع ۱۵

مکتوب ۲۱۱

۳۵۹

نصیر خاں کے نام پند و نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً۔ اللہ تعالیٰ اپنے الطاف و عنایات میں شامل فرما کر اپنی خوشنودیوں کے حاصل کرنے کے ساتھ ممتاز و مکرم رکھے گرامی نامہ جو کہ آپ نے صوفی محمد حسین کے ہمراہ بھیجا تھا چونکہ دوستوں کی سلامتی کی خبر دینے والا تھا اس لئے مسرت بخش ہوا صوفی مذکور اس مشفق (آپ) سے بہت خوش و ممنون آئے ہیں (آپ سے) جو خدمت بھی مشار الیہ کے متعلق واقع ہوئی ہے

مناسب ہے فقراء و اہل اللہ کی خدمت برکات کا ثمرہ دینے والی اور دنیا و آخرت کے کاموں میں کشادگی پیدا کرنے والی ہے۔ میرے مخدوم! دنیاوی زندگی بہت تھوڑی ہے اور آخرت کا معاملہ دائمی اور ختم نہ ہونے والا ہے عقلمند وہ شخص ہے جو کہ اس تھوڑی سی فرصت کو غنیمت جان کر آخرت کا زادِ راہ تیار کرے اور گنتی کے ان چند سانسوں کے ذریعہ ابدی ملک حاصل کرے اور مولائے حقیقی جل شانہٗ کی خوشنودی حاصل کرے، اوقات کو کثرتِ ذکر اور فرائض و سنن کی ادائیگی کے ساتھ معمور رکھنا چاہیے اور منہیاتِ شرعیہ یعنی محرمات و مکروہات سے بچنا چاہیے' انسان محکوم بندہ ہے اس کو اس کی مرضی پر نہیں چھوڑا گیا ہے کہ وہ جو کچھ چاہے کرے، وہ ایک مالک کو اپنے اوپر رکھتا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں رکھتا کہ اُس (اللہ تعالیٰ) کے اوامر و نواہی کے مطابق زندگی بسر کرے ورنہ بندہ سرکش ہوگا اور قسم قسم کی سزاؤں کا مستحق ہوگا۔

اے شفقت آثار! حقائق آگاہ عبدالخالق ہمارے بہت اچھے دوستوں میں سے ہیں اور کمالات و احوالِ عالیہ کے مالک ہیں اُن کی صحبت و خدمت کو غنیمت جانیں، کاموں کے بارے میں ان سے دعائیں اور امداد طلب کریں اور ختم خواجگان کرائیں۔ مشیخت پناہ اخوی اعزی شیخ محمد صادق کو سلام پہنچائیں، انھوں نے آپ کی شفقتوں کو دیکھ کر وطن اور اس جگہ کے دوستوں کو فراموش کر دیا ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

وَمَا فِیْہِ مِنْ عَیْبٍ غَیْرَ اَنَّ ضَیْفَہٗ ٭ یُلَامُ بِنِسْیَانِ الْاَحِبَّۃِ وَالْوَطَنِ

[اور اس میں اس کے سوا اور کوئی عیب نہیں ہے کہ اس کے مہمان کو دوستوں اور وطن کو بھلا دینے کی ملامت کی جاتی ہے] والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۱۲

صلاح آثار صوفی پائندہ محمد کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ بلند و روشن احوال پر مشتمل تھا اور فنائے نفس و فنائے قلب کے درمیان فرق کے بارے میں تحریر فرمایا۔

۲۵۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب پہنچا اللہ سبحانہٗ کی حمد ہے کہ آپ عافیت کے ساتھ وطن پہنچ گئے اور اوقات کو دلجمعی کے ساتھ گذار رہے ہیں اور دوست احباب جمع ہوتے ہیں اور حلقۂ ذکر منعقد ہوتا ہے اور معاملہ ترقی میں ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اپنے آپ کو ان دنوں میں تعین حُبّی میں داخل پاتا ہے" الخ مبارک ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ [اے اللہ! ہم کو اشیاء کی حقیقتیں دکھا دے جیسی کہ وہ ہیں]۔ آپ نے فقرا کی نسبت حافظ مقصود علی کی محبت و اخلاص کے بارے میں لکھا تھا اور نیز لکھا تھا کہ فقیر کا خط امیر خان کو پہنچا یا الدرویش کی

یہ سب واضح ہوا، جزاہ اللہ سبحانہ خیر الجزاء [اللہ سبحانہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے] امید ہے کہ معیت کے باعث محبت کے موافق فیضیاب ہوں گے اور پوشیدہ کیفیات کو اخذ کریں گے۔ آپ نے مشارٌ الیہ کے احوال کے بارے میں لکھا تھا کہ دل کی بے تعلقی حاصل ہو گئی ہے اور ماسوا کا خیال دل میں نہیں گذرتا، یہ حال بہت اعلیٰ ہے اور فنائے قلب سے تعبیر کیا جاتا اور ولایت کے طریقوں میں پہلا قدم ہے، بزرگوں نے کہا ہے کہ جبتک تو (مطلوب کو) نہ پائے رہائی نہیں پاتا، جب دل کو ماسوا سے پوری طرح انقطاع حاصل ہو جائے کہ اگر تکلف کے ساتھ وہ ماسوا کو یاد کرے تو اس کو یاد نہ آئے' یہ یافت کی دلیل ہے، کوشش کریں کہ قدم آگے رکھیں، اس فنا میں اگرچہ ماسوا کا نسیان حاصل ہے اور حضورِ بے غیبت موجود ہے لیکن نفسِ حاضر ابھی تک اپنی جگہ پر ہے اور بھولنے والے کی انانیت قائم ہے، جان و دل سے کوشش کرنی چاہیے کہ یہ نفس حاضر زائل ہو جائے اور یہ کوہِ الوند کلمہ طیبہ کی کدال سے جڑ سے اکھڑ جائے اور انانیت اور جو عداوت کہ وہ اپنے مولا سے رکھتا ہے اس کی نفی ہو جائے' یہ حالت فنائے نفس سے تعبیر کی جاتی ہے اور اس راہ میں دوسرا قدم ہے، والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب ۲۱۳

خواجہ قاسم پشنگی کے نام ان کے احوال کی شرح اور کمالات کے اصل کے ساتھ ملحق ہونے کے بعد عدم کے عدمِ مطلق کے ساتھ ملحق ہو جانے کے سر اور ایک لحوق کے دوسرے لحوق سے جدا ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ العلی الاعلیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سید الوریٰ صاحب قاب قوسین اوادنیٰ وعلیٰ آلہ وصحبہ البررۃ التقیٰ، امابعد! آپ کے گرامی نامے یکے بعد دیگرے پے در پے پہنچکر مسرت بخش و شوق افزا ہوئے، (دعا ہے کہ) سلامتی اور عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعت و طریقت کے راستہ پر قائم رہیں، پس بیشک استقامت کرامت سے افضل ہے اور یہ نجات ۲۵۸ کا مدار ہے اور اس کے علاوہ بیفائدہ رنج اٹھانا ہے۔ آپ نے شوق ملاقات کے بارے میں لکھا تھا اس جانب سے دوستوں کو بھی مشتاق جانیں اور اشد شوق مبدا اور اصل سے تصور کریں، چونکہ محبت کا رابطہ قوی ہے (اس لئے) حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] کے مطابق باطنی معیت اس کے مطابق موجود ہے اور فیض کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ اور یہ جو آپ نے اپنے احوال کے

بارے میں لکھا ہے کہ نہ وجود کا حکم باقی رہا ہے اور نہ عدم کا اثر (باقی رہا ہے) اس نے خوش وقت کیا ، اس قسم کی فنا کہ وجود اپنے تابع کمالات کے ساتھ اپنی اصل سے ملحق ہو جائے اور عدم جو کہ ان کمالات کا آئینہ تھا وہ بھی اپنی اصل کے ساتھ جو کہ عدمِ مطلق ہے لاحق ہو جائے فنا کی اقسام میں سب سے اعلیٰ ہے کہ
مدثر ۲۸ عارف سے نہ عین باقی رہتا ہے نہ اثر، لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ [نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی] جو عدم کہ دوسرے اعدام سے جدا ہو گیا تھا وہ اس کے آئینہ میں کمالات کے انعکاس کی وجہ سے تھا اور جب کمالات نے اپنی اصل کی طرف رجوع کیا تو عدم کو دوسرے اعدام سے جدا کرنے والی چیز نہ رہی پس عدم نے بھی عدمِ مطلق کی طرف رجوع کر لیا۔ اگر کہا جائے کہ اس صورت میں کمالات کے اصل کے ساتھ لحوق اور عدم کے عدمِ مطلق کے ساتھ لحوق کے درمیان تلازم ہونا چاہیے اور حالانکہ عدم کا لحوق کمالات کے لحوق کے بعد ہے جو کہ بعدیتِ زمانی ہے اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کمالات کا لحوق ہو جاتا ہے اور لحوق عدم نہیں ہوتا اس کے الگ الگ ہونے کا راز کیا ہے؟ (جواب) ہم کہتے ہیں کہ کمالات کے اصل کے ساتھ لحوق کے بعد کمالات کو عدم کے آئینے کے ساتھ تعلق رہتا ہے اور فنا متحقق ہو جاتی ہے اس کے بعد وقت گذرنے پر یہ تعلق بھی جاتا رہتا ہے پس جب تک کہ آئینہ کے ساتھ تعلق باقی ہے عدم کے عدمِ مطلق کے ساتھ لاحق ہونے کا مانع ہے اس لئے کہ عدم کا مابہ الامتیاز باقی ہے اگرچہ مجمل طور پر ہے اور تعلق کے زوال کے بعد مانع بالکل زائل ہو جاتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر کمالات کا لحوق اُس اسم کے ظل کے ساتھ ہے جو کہ سالک کا مبدأ تعین ہے تو اصالت و ظلیت کا تعلق ثابت ہے جو کہ عدم کے لحوق کا مانع ہے اور جب سالک ترقی کرے اور اسم کے ظل سے اسم کی اصل کے ساتھ ملحق ہو جائے تو مذکورہ تعلق نہیں رہتا کیونکہ اس کا عینِ ثابت وہی ظل ہے نہ کہ اصل، اس وقت عدم بھی عدمِ مطلق کی طرف چلا جاتا ہے اور فنائے کامل حاصل ہو جاتی ہے اَطْفِ الْمِصْبَاحَ فَقَدْ طَلَعَ الصَّبَاحُ [چراغ بجھا دو کہ صبح طلوع ہو چکی ہے] والسلام۔

مکتوب ۲۱۴

خواجہ عبد الصمد کابلی کے نام ان کے خط کے جواب میں جو کہ بعض کیفیات اور قصور کی دید پر مشتمل تھا اور بشارت کی طرف اشارہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔

۲۵۹ حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ گرامی نامہ پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے کسرِ نفسی اور دیدِ قصور کے جو مقدمات لکھے تھے واضح ہوئے۔ بہر دیدِ قصور ایک بہت بڑی نعمت ہے باطن کے

منور ہونے کا ذریعہ اور طاعات کے قبول ہونے کا وسیلہ ہے، حق سبحانہٗ اس دید کے ثمرات عطا فرمائے اور اس کسرِ نفسی کو اکسیر بنائے اور جب یہ دید غالب آجاتی ہے تو عارف اپنے دائیں جانب کے کاتب کو معطل و بیکار پاتا ہے وہ کوئی نیکی نہیں پاتا کہ جس کو کاغذ پر لکھے اور بائیں جانب کے کاتب کو ہمیشہ کام میں مشغول دیکھتا ہے یہ دید نورِ قِدم کے ظہور کے باعث ہے اور لایزال (تعالیٰ شانہٗ) کے کمال و جمال کے مشاہدہ سے ہے کہ اس کے بالمقابل تمام نقص و شر نظر میں آجاتا ہے اِذَا تَجَلَّی اللّٰہُ لِشَیْءٍ خَضَعَ لَہٗ [جب اللہ سبحانہٗ کسی چیز کے لئے تجلی فرماتا ہے تو وہ چیز اس کے لئے جُھک جاتی ہے] اس دید کے ثمرات میں سے ہے۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "یہ نسبت تمام لطائفِ امر و خلق کو احاطہ کر لیتی ہے کہ سالک کا کوئی نام و نشان اور عین و اثر باقی نہیں رہتا اور اس سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذاتِ بحت اور کمالاتِ ذاتیہ کے علاوہ کوئی اور امر مفہوم و معلوم نہیں ہوتا"۔ بیشک جب تک اپنے ذاتی شر و نقص پر آگاہی نہ پائے اور صفاتِ کمال اس (تعالیٰ شانہٗ) سے نہ دیکھے لایزال (تعالیٰ شانہٗ) کا کمال و جمال پردہ نہیں کھولتا اور اس کی ذات و کمالاتِ ذاتیہ کی طرف راہ نہیں پاتا ھذا [یہ بات یہاں ختم ہوئی] میرے مخدوم! ان سطور کے لکھنے وقت آپ عجیب زینت و خلعت کے ساتھ نظر آئے، معلوم ہوا کہ آپ کو مقامِ خلت سے کچھ حصہ (حاصل) ہے اور یہ زیب و زینت اسی (کی وجہ) سے ہے شاید کہ آپ کی ولایت ولایتِ ابراہیمی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے والغیب عند اللہ تعالیٰ [اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے] والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الھدیٰ، واللہ اعلم۔

مکتوب ۲۱۵

میرزا محمد صادق پسر نصیر خاں کے نام نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب پہنچ کر مسرت بخش ہوا۔

ع از ہر چہ می رود سخنِ دوست خوشتر است [دوست کی جو بات بھی بیان کی جائے پسندیدہ ہے]

اس گروہ والوں کے سیر و سلوک کے بارے میں سب سے زیادہ کامل عبارت یہ آیہ کریمہ ہے: مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ [جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے] ۱۶/۹۶

طالب صادق جب تک منتسبات سے خالی نہ ہو جائے اور وجود اور تمام کمالات کو جو کہ اس تعالیٰ شانہٗ کے کمالات کا پرتو ہیں اصل کے حوالہ نہ کر دے اور اس بارگاہِ قدس کے سپرد نہ کر دے انوارِ لایزال کا جمال تماشا نہیں پاتا

گر بر سرِ کوئے عشقِ من کشتہ شوی　　شکرانہ بدہ کہ خونبہائے تو منم

[اگر تو میرے عشق کے کوچے کے سرے پر مار ڈالا جائے تو شکرانہ ادا کر کہ تیرے خون کا بدلہ میں ہوں]

کوئی ایسا شاہباز ہونا چاہیے جو کہ اس آیتِ کریمہ کے اسرار کے سمندروں میں غوطہ زنی کرے اور اُن دو کلمۂ ما کی عمومیت سے جو کہ اس آیتِ کریمہ میں ہیں بہرہ ور ہو جائے۔ دیگر یہ کہ آپ نے اپنی بیماری کے بارے میں لکھا تھا تشویشِ خاطر کا باعث ہوا، اللہ سبحانہٗ کی حمد ہے کہ (وہ بیماری) صحت میں تبدیل ہو گئی، جو باقی رہ گئی ہے امید ہے کہ وہ بھی دور ہو جائیگی حق جل وعلا کا شکر بجا لائیں۔ دیگر یہ کہ آپ شیخ محمد حسین کی صحبت میں اکابر کے طریقے سے آشنا ہوئے اور بہت سے فوائد حاصل کئے اور ترقیات کیں اب آپ مختار ہیں اگر شیخ عبدالخالق کی صحبت میں جو کہ صاحبِ کمالات ہیں بیٹھیں اور توجہات لیں تو اچھا اور مناسب ہے سرچشمہ ایک ہی ہے طاعات و اذکار کے معمولات میں سرگرم رہیں اور چند روزہ زندگی کو غنیمت جانیں اور آخرت کا زادِ راہ تیار کریں اور (ہم) دوستوں کو دعائے خیر سے یاد کریں، والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۲۱۶

مخدوم زادۂ عالی جاہ شیخ خلیل اللہ کے نام گوشہ نشینی پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال ہر حال میں حمدِ ذوالجلال کے لائق ہیں، امید ہے کہ آں فرزندِ عزیز آپ بھی عافیت سے ہوں گے طریقۂ سنت پر قائم ہوں گے اور قرب کے درجات میں ہمیشہ ترقی کرتے رہیں گے، مشتاقین انتظار کے زیرِ بار ہیں مہربانی کر کے ان کو (اس بار کے) سبکدوش کریں اور چند روزہ عمر کو گوشہ گمنامی اور مزارِ اعلیٰ کی ہمسائگی میں صرف کریں اور اُس بقعہ کی برکات و انوار کے بہرہ مند ہوں اور نور کا اقتباس کریں تاکہ ہمہ تن نور ہو جائیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا [اے اللہ! مجھ کو نور بنادے] نور ہی ہے جو کہ اظہار و ظہور کا سبب ہے خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِیْ [میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں اور مومنین میرے نور سے پیدا کئے گئے ہیں] نور کی بزرگی کو آیۂ کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے] اور حدیث نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ (وہ (اللہ تعالیٰ) ایک نور ہے گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں] سے معلوم کریں، بقاباللہ کے معاملہ کو جو کہ حدیث شریف مَنْ قَتَلْتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ [جس کو میں قتل کرتا ہوں تو اس کا خونبہا میں خود ہوتا ہوں] سے مستفاد ہے، آیۂ کریمہ فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا [پس میں اس کو زندہ کرتا ہوں اور اس کے لئے ایک نور بنا دیتا ہوں] میں بیان فرمایا ہے، دوستوں سے دعا کی امید کی جاتی ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۱۷

سیادت پناہ سید محمد شریف کے نام اُن کے سوالوں کے جواب میں جو کہ انھوں نے پوچھے تھے تحریر فرمایا۔

۲۶۱ حمد و صلوٰۃ کے بعد تحریر ہے کہ سیادت پناہ سید محمد شریف نے چند سوالوں کا جواب اس فقیر سے طلب کیا تھا اپنی سمجھ کے مطابق ان کے جواب میں لکھا جاتا ہے اللہ سبحانہٗ سے عصمت و توفیق کی دعا کی جاتی ہے۔ —— سوالِ اوّل: بدن جمادات کی صفت رکھتا ہے اور روح لطائف میں سے ہے یہ دونوں الگ الگ ہونے کی صورت میں کسی حالت کی کوئی خبر نہیں رکھتے تھے متصل ہونے کی حالت میں جو لذت والم حاصل کرتے ہیں تو یہ کس طرح ہے؟ جواب: اکثر (دو چیزوں کے) یکجا ہونے کی حالت میں وہ امور ظاہر ہوتے ہیں جو اُن کی انفرادی حالت میں ظاہر نہیں ہوتے —— سوالِ دوّم: موت کے بعد جب بدن اور روح کو مفارقت انقطاع حاصل ہو گیا تو ثوابِ قبر و عذابِ قبر جو کہ برحق ہے کس طرح ہوگا؟ جواب: قبر میں روح کو بدن کے ساتھ ایک تعلق و اتصال عطا کیا جاتا ہے جو کہ ثواب و عذاب کے ادراک کا سبب ہوتا ہے (وہ تعلق و اتصال) اس قدر نہیں ہوتا کہ حس و حرکت کا سبب بن سکے)، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خواب میں آدمی لذت اور الم حاصل کرتا ہے اور اس کے ظاہر پر لذت والم کا کچھ بھی اثر پیدا نہیں ہوتا —— سوالِ سوم: سلوک کی ترقیات کی کوئی انتہا ہے یا نہیں؟ جواب: اگر سالک کی سیر اسماء وصفات کی تفصیل میں واقع ہوئی ہو تو اس کے حق میں مراتبِ وصول کی انتہا نہیں ہے اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ وصول کی منازل ابد الآباد تک طے نہیں ہوتیں، اور اگر اسماء وصفات کے مراتب کا طے کرنا اجمالاً ہو تو وصول کی منازل ختم ہو جاتی ہیں جیسا کہ اس کی تحقیق حضرتِ عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کے مکتوبات میں موجود ہے —— سوالِ چہارم: حال اور علم کے درمیان کیا فرق ہے؟ اور ان دونوں میں کونسا بہتر ہے؟ جواب: حال علم کا ثمرہ ہے علم حال کی تمہید ہے، علم خواص و عوام کے لئے ہے اور حال اہلِ وجد و کمال کی خصوصیت ہے اگر علم کے مقتضا پر عمل نہ ہو تو وہ عالم پر حجت ہے اور اگر علم حال کے ساتھ تبدیل ہو جائے تو حجت ہونے سے نکل جاتا ہے (یعنی حجت نہیں ہوتا) ھکذا سمعت عن سیدی و مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [میں نے اپنے آقا و مرشد (مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اسی طرح سُنا ہے] —— سوالِ پنجم: اہلِ کمال کے نزدیک گمراہی کیا ہے اور گمراہ کس کو کہتے ہیں؟ شریعت میں گمراہ وہ شخص ہے کہ شرع شریف کے خلاف چلے، لیکن گمراہِ طریقت کس کو کہتے ہیں؟ جواب: گمراہِ طریقت وہ شخص ہے جو کہ شریعت کے خلاف عمل کرے

اور یا طریقت کے خلاف چلے اور پیر کی اطاعت سے باہر ہو جائے۔ سوالِ ششم: تمام کمالات کے حاصل ہونے اور انسان کے کامل ہو جانے کے بعد اس کی توجہ کس جہت میں ہوتی ہے اور وہ کونسی جانب متوجہ ہوتا ہے؟ جواب: حصولِ کمالات کے بعد جو کہ عروج سے تعلق رکھتے ہیں کُلّی طور پر حق جلّ وعلا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر کمالاتِ عروج طے کر کے نزول کی طرف رُخ کر لیتا ہے اور ناقصوں کی تکمیل کے لئے اس کو دوبارہ دنیا میں واپس کر دیا جاتا ہے تو اگر وہ کمالاتِ ولایت کو طے کر کے نزول کرتا ہے تو ۲۶۲
ظاہر سے وہ مخلوق کی طرف اور باطن سے حق جلّ وعلا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر وہ کمالاتِ نبوت کی تکمیل کر کے نزول میں آیا ہے تو وہ ظاہر و باطن کے ساتھ مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور پوری طرح دعوت کی طرف رُخ رکھتا ہے۔ سوالِ ہفتم: مسئلہ تجددِ امثال جو کہ فصوص[1] (الحکم) میں بیان کیا گیا ہے توجہ فرما کر اس کی حقیقت سے پوری طرح مطلع فرمائیں۔ جواب: تجددِ امثال کہ بعض صوفیہ جس کے قائل ہیں ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے، یہ معاملہ اگر ہے تو سالک کے شہود میں ہے اور بس: نہ کہ حقیقت میں کیونکہ اگر یہ معاملہ حقیقی ہو تو لازم آتا ہے کہ گناہ کوئی ایک شخص کرے اور عذاب کسی دوسرے شخص کو دیا جائے اور یہ انصاف کے تقاضے سے بعید ہے اور اس دید کا باعث جو کہ بعض سالکوں کو پیش آتی ہے (حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ) مکتوبات قدسی آیات میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے وہاں سے طلب کریں۔
سوالِ ہشتم: اس ضعیف کو یاد آیا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے "گوش بند و ہوش بند و چشم بند" (کان کو بند کر ہوش کو بند کر اور آنکھ کو بند کر) پس جس شخص نے ان تینوں کو بند کر لیا تو پھر وہ کس چیز میں مشغول ہو اور پھر اس شغل سے جو نتیجہ کہ حاصل ہوتا ہے وہ کیا ہے؟ جواب: یہی بند کرنا ذکر و شغل ہے، بزرگوں نے کہا ہے دل کو دشمن سے باز رکھ دوست کو طلب کرنے کی حاجت نہیں اس کا نتیجہ ذکر کا نتیجہ ہے اس کے بعد طالب کی حالت کے موافق جو کچھ پیر اس کی رہنمائی کرے اس میں مشغول رہے۔ سوالِ نہم یہ ہے کہ نفسِ ولایت کیا ہے اور صفتِ ولایت کونسی ہے؟ جواب: نفسِ ولایت فنا و بقا اور ٹوٹنا و جڑنا ہے اور صفتِ ولایت دار الغرور (دنیا) سے دوری اور دار القرار (آخرت) کی تیاری کرنا ہے، والسلام

مکتوب ۲۱۸

محمد باقر لاہوری کے نام اُن کے احوال کی تعریف اور کمالاتِ محبت کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ ذی الانعام والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سید الانام

[1] فصوص الحکم حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کی تصنیف ہے۔

وعلیٰ آلہ الکرام وصحبہ العظام الیٰ یوم القیام اما بعد، مکتوب شریف نے پہنچکر بہت زیادہ فرحت بخشی، آپ عافیت وجمعیت کے ساتھ رہیں اور شریعت عالیہ وسنتِ منورہ کے طریقہ پر قائم رہیں، آپ نے اپنی کیفیات واحوال کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے بہت اعلیٰ ہے، یہ مشکل ہے کہ عقلِ محدود اللہ جل شانہٗ کی تائید کے بغیر ان دقائق تک پہنچ سکے اور کوئی دوسری ہی آنکھ چاہیے جو کہ ان معانی کا ادراک کرے، "اللہ جل شانہٗ کا نور ہی ہے جو ان اسرار کو سمجھ سکتا ہے جس کی طرف حدیث شریف یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ [اللہ کے نور سے دیکھتا ہے] میں اشارہ ہے" لَا یَحْمِلُ عَطَایَا الْمَلِكِ اِلَّا مَطَایَاہُ [بادشاہ کے عطیات اس کی سواریاں ہی اٹھاتی ہیں] آپ نے لکھا تھا کہ "ان دنوں میں آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات والتسلیمات کی بارگاہ سے ایک خاص نسبت اپنے حق میں فائز دیکھتا ہوں اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا مددگار سمجھتا ہوں" اور نیز حضرت مجدد الف ثانیؒ کی عنایات والطاف جو آپ پاتے ہیں اور مراتبِ عروج ومنازلِ نزول میں آپ کو جن چیزوں کا ادراک ہوتا ہے اور کبھی سکر کا اور کبھی صحو کا غلبہ ہوتا ہے یہ تمام باتیں واضح ہوئیں اور خوش وقت کیا، اَللّٰھُمَّ زِدْ [اے اللہ اور زیادہ فرما]۔ محبت کا تعلق اور باطنی رابطہ جسقدر زیادہ قوی ہوگا (سالک) فیوض وبرکات اسی قدر زیادہ اخذ کرے گا اور درجاتِ عالیہ پر ترقیات کرے گا، کام کا مدار محبت پر ہے خاص طور پر ہمارے طریقہ میں کہ ہماری نسبت انعکاسی وانصباغی ہے، مرید محبت کے تعلق سے جو کہ وہ پیر کے ساتھ رکھتا ہے تھوڑے ہی دنوں بعد اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور محبت کی کشش کے ذریعہ اس کے باطن سے پوشیدہ معانی اخذ کرتا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے] معیت کچھ بھی حصہ نہیں چھوڑتی کہ محبِ صادق کے نصیب ہو، جسقدر محبت زیادہ ہوگی اسی قدر معیت زیادہ ہوگی اور جسقدر معیت زیادہ ہوگی صفات کا جذب کرنا اسی قدر زیادہ ہوگا، خاص طور پر وہ محبت جو صحبت کے ساتھ جمع ہو کیونکہ صحبتِ پیر بھی اس راستہ کے ارکان وشرائط میں سے ہے اور چونکہ یہ طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اور حضرت موصوف محبت وفدائیت میں بیمثال تھے اس لئے ان کو قرآن مجید میں معیت کے ساتھ یاد کیا وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ [اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں] فرمایا اسی لئے وہ (حدیث شریف) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینہ میں ڈالا وہ سب میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا۔ اور اِن دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے، کا مورد بنے اور ثَانِیَ اثْنَیْنِ [دو میں کا دوسرا] کے شرف سے سرفراز ہوگئے، اس طریقہ کار کا مدار بھی محبت پر ہے اور یہ محبت اُن کے معاملہ کو سب سے آگے لے گئی۔

مکتوب ۲۱۹

ملا فصیح الدین کے نام حال کی تعبیر اور حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ کے قول کی توجیہ میں تحریر فرمایا
کہ انھوں نے فرمایا ہے مغرب سے مشرق تک اولیاء اللہ میں سوائے ان کے سوا کوئی ولی حنفی مذہب نہیں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ علی آلائہ والصلوٰۃ والسلام علی افضل انبیائہ و
علی آلہ وعلیٰ اصحابہ وسائر احبائہ۔ اما بعد، آپ کے مکتوب مرغوب نے پہنچ کر خوش وقت کیا، ۲۶۴
آپ نے شوق وتشنگی کا اظہار کیا تھا، وقت پر موقوف ہے لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ [ہر کام کا ایک وقت معین ہے]
امید ہے کہ آتش شوق مشتعل ہوگی اور محبت کا شعلہ بلند ہوگا تاکہ ماسوا سے پوری طرح رہائی دلائے
اور مطلب اعلیٰ تک پہنچائے، اوقات کو اہم امور کے ساتھ معمور رکھیں اور حق جل وعلا کی رضامندی میں
دل وجان کے ساتھ کوشش کریں اور قبر وقیامت کا زادِ راہ تیار کریں، جَآءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ
جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ [ہلا دینے والی چیز (صورِ اسرافیل کی پہلی پھونک) آگئی جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز
(دوسری پھونک) آجائیگی موت پوری طرح آگئی]۔ یہ جو آپ نے حال میں دیکھا ہے کہ آپ کا چھوٹا بھائی رحلت
کر گیا ہے، ہو سکتا ہے کہ چھوٹا بھائی آپ کے شیطانِ ہمزاد سے عبارت ہو اور اس کا چھوٹا ہونا اس
اعتبار سے ہو کہ وہ وجود وولادت میں آپ کے تابع ہے اور اس کی موت اس کے آپ پر فتح نہ پانے اور
اس کے اپنی مراد یعنی گمراہ کرنے اور بہکانے کو نہ پہنچنے سے عبارت ہے اور سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ
افضل الصلوات واکمل التحیات اور دیگر اعزہ کا اس کی نماز جنازہ کی طرف متوجہ ہونا اس کے کامل طور پر
مرجانے اور اس کے مکمل طور پر نقصان اٹھانے کی طرف اشارہ ہے، کہا جاتا ہے کہ ہم نے اس چیز پر چار
تکبیریں پڑھ لیں یعنی ہم نے اس کو رخصت کر دیا اور اس سے چھٹکارا پا لیا۔ ع

چار تکبیر زدم یکسرہ بر ہر چہ کہ ہست [جو کچھ بھی ہے ہم نے اس پر بالکل چار تکبیریں پڑھ لیں]

اور یا آنسرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا گویا اس لعین (شیطانِ ہمزاد) کے شر سے
آپ کے پوری طرح رہائی پانے اور اس کے مکر سے آپ کے سلامت رہنے پر آپ کو بشارت ومبارکباد
دینے کے لئے ہوا ہے، اور نیز ہو سکتا ہے کہ چھوٹے بھائی سے مراد قلب ہو اور اس کا چھوٹا ہونا اس اعتبار
سے ہے کہ (صوفیہ) قلب کو عالم اصغر کہتے ہیں اور انھوں نے انسان کو عالم صغیر کہا ہے جو کچھ عالم کبیر
(کائنات) میں ہے وہ عالم صغیر میں موجود ہے جو کہ انسان ہے اور جو کچھ کہ عالم صغیر میں ہے وہ عالم اصغر میں

ثابت ہے جو کہ انسان کا قلب ہے اور اس کا رحلت کرنا اس کی فنا ہے جس کا اس کو حدیث شریف مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [تم اپنے مرنے سے پہلے مرجاؤ] میں حکم دیا گیا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ اس کی فنا کو کامل کرنے اور اس کی بقا اور ترقی درجات حاصل ہونے کے ذریعے اس کے حق میں شفاعت سے عبارت ہے اور نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جو آپ جامع مسجد میں مسلمانوں کی جماعت میں آئے گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لعین (ہمزاد شیطان) کے شر سے چھٹکارا پانے کے بعد یا (قلب کی) فنا حاصل ہونے کے بعد آپ نے اس بات کی قابلیت پیدا کر لی ہے کہ صالحین بندوں میں جو کہ اسلام حقیقی سے مشرف ہیں اور وصال کی جنت میں کہ مسجد سے کنایہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے داخل ہو گئے ہیں آیتِ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ [پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا] میں اس کی ﷺ ۹۰ / ۲۹ د ۳
طرف اشارہ ہے۔ میرے مخدوم! سرورِ کائنات و فخرِ موجودات علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات اکمل التحیات کو خواب و حال میں دیکھنا اس امر کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی شکل میں دیکھا جائے جس شکل میں کہ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں (بلکہ) جس شکل میں بھی دیکھا جائے امید ہے کہ آپ صلی اللہ ۲۶۵
علیہ وسلم شیطان کے تمثل سے محفوظ ہوں گے لیکن جاننا چاہیے کہ احوال اور خواب مبشرات ہیں اور استعداد کی خبر دینے والے ہیں حصول پر دلالت نہیں کرتے، دل و جان سے کوشش کرنی چاہیے تاکہ معاملہ قوت سے فعل میں آجائے اور گوش سے آغوش تک آپہنچے۔ اور یہ جو حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مشرق سے مغرب تک اولیاء اللہ میں سے ان کے سوا کوئی ولی حنفی مذہب (یعنی دینِ حنیف پر) نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ عبارت کے معنی یہ ہوں کہ آج رجال الغیب میں سے ان کے سوا کوئی ولی نہیں ہے اس لئے کہ آپ کا مخاطب رجال الغیب کا طالب تھا آپ نے اس طلب کے موافق اس کے ساتھ بات کی، والغیب عند اللہ عزّ وجلّ [اور غیب کا جاننے والا اللہ عزّ وجلّ ہے] والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۲۰

مخدوم زادہ عالی درجات صاحبِ تکمیل و ارشاد، صاحبِ وقار و تمکین شیخ سیف الدین محمد کے نام عروج و نزول کے احکام اور سیر مریدی و مرادی کے دقائق کے بیان اور بادشاہِ دین پناہ سلمہٗ ربہٗ کے کچھ احوال کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ فرزند ارجمند کا مکتوب شریف

پہنچکر مسرت افزا ہوا، آپ نے کیفیات واحوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا اور اثنا راہ میں مزارات متبرکہ سے جو شفقتیں اور مہربانیاں آپ نے مشاہدہ کیں خاص طور پر ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہٗ کے مزارِ متبرک سے معائنہ کیں اور لکھی ہیں وہ سب واضح ہوئیں اور مسرت میں اضافہ کیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اس فقیر کی نسبت نزول کی طرف زیادہ مائل ہے" ہاں آپ کا نزول مکمل ظاہر ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ہدایت اور فیض کا پہنچنا اس کا اثر ہے اور عروج کے وقت چونکہ رُخ حق جل وعلا کی طرف ہے (اور) مخلوق سے بیگانگی و بے مناسبتی ہے اس لئے طالبین کے ساتھ بیٹھنا اور توجہ دینا ناگوار اور ناپسندیدہ ہے یہ بات اولیائے عزلت اور غیر مرجوعین میں زیادہ ہے اور مرجوعین واہلِ عشرت اولیاء (یعنی جو لوگوں میں ملے جلے رہتے ہیں) میں جو کبھی عروج واقع ہوتا ہے بہت کم ہے کیونکہ غیر مرجوع کو مخلوق کے ساتھ کامل بے مناسبتی ہے اور مرجوع کو جو عروج واقع ہوتا ہے وہ اسقدر نہیں ہے اس لئے کہ اس کا مسکن ومقام مراتبِ نزول ہیں۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "ان دنوں خاص عروج واقع ہوا اور اپنی راہِ وصول کو نہایت بلندی اور زیب وزینت میں پایا اور اس کی خوبصورتی وتازگی بیان سے باہر ہے اور یہ مسلک مراد کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ مریدوں کا قدم اس مقام تک نہیں پہنچا" اس کا مطالعہ باطنی لذتوں کا باعث ہوا، بیشک محبوبوں کو محبت کے حلقوں کے ذریعہ اجتبا (جذب) کی راہ سے کشاں کشاں لے جاتے ہیں اور مریدین انابت (سلوک) کی راہ سے خود اپنے پاؤں پر جاتے ہیں' خود جانے اور لے جایا جانے میں بہت فرق ہے، اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۲۶۶
وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ [اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو اس کی طرف رجوع کرے] ۴۲/۱۳ انابت کی راہ میں چونکہ خود چل کر جاتا ہے (اس لئے) ریاضت ومشقت بہت زیادہ ہے اور اجتبا کی راہ میں چونکہ لے جایا جانے کے طور پر ہوتا ہے (اس لئے) ریاضت ومشقت اسقدر درکار نہیں ہوتی اس کی ریاضت احکامِ شرعیہ کا بجا لانا اور سنتِ متورہ کا اتباع اور ناپسندیدہ بدعت سے بچنا ہے، مُرادوں کو لیجاتے ہیں خواہ وہ ریاضت کریں یا نہ کریں اور راستہ میں نہیں چھوڑا جاتا، کسی نے خوب کہا ہے ؎

عشقِ عاشق با دو صد طبل ونفیر — عشقِ معشوقاں نہاں ست وستیر

عشقِ معشوقاں خوش وفربہ کند — لیک عشقِ عاشقاں تن زہ کند

[معشوقوں کا عشق پوشیدہ اور مستور ہے اور عاشقوں کا عشق دو سو ڈھول اور نفیریوں کے ساتھ ہے لیکن عاشقوں کا عشق بدن کو کمان (کی طرح کمزور و) ٹیڑھا کر دیتا ہے اور معشوقوں کا عشق خوش وفربہ کرتا ہے]

ہاں جو مرید کسی مراد کی صحبت میں داخل ہو جائے اور فنا فی الشیخ (کا مقام) حاصل کر لے اور صحبت کے شرائط حتی الامکان بجا لائے تو اس کی سیر بھی مُرادوں کی سیر کے مانند ہوگی اور وہ اپنے شیخ کی طرح

مشقت وریاضت کا محتاج نہیں ہوگا وہی محبتِ شیخ اس کی رہبر ہوگی اور وہ اس کے کمالات سے متصف ہو جائیگا
ع خاص کند بندہ مصلحتِ عام را [اللہ تعالیٰ عام مصلحت کیلئے کسی بندہ کو خاص کرلیتا ہے]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابِ کرام (رضی اللہ عنہم) آپ کی صحبت سے آپ کے کمالات کو پہنچ گئے اور اولیائے امت سے سبقت لے گئے۔

آپ نے بادشاہِ دین پناہ سلمہٗ ربہٗ کے احوال کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا تھا یعنی لطائف میں ذکر کا سرایت کرنا، سلطان الاذکار و رابطہ کا حاصل ہونا، وساوس کا کم ہونا، حق بات کو قبول کرنا، بعض خلافِ شرع امور کا دور ہونا اور لوازم طلب کا ظاہر ہونا، سب واضح ہوا، اللہ جل شانہٗ کا شکر بجالایا، بادشاہوں کے طبقہ میں اس قسم کے امور نادر عنقا کا حکم رکھتے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ بَعْدَ مَا اُمِیْتَتْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ [جس نے میری کسی سنت کو جو مردہ ہو چکی ہو زندہ کیا تو اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے] اَللّٰھُمَّ زِدْہُ تَوْفِیْقًا وَّ طَلَبًا وَّ شَوْقًا وَّ تَرَقِّیًا فِیْ مَرَاتِبِ قُرْبِکَ [اے اللہ! اُن کو مزید توفیق و طلب و شوق اور اپنے مراتب قرب میں ترقی عطا فرما] یہ درویش دعا و توجہ سے جو کہ فقیر کا معمول ہے فارغ نہیں ہے اور اُن (بادشاہ) کی ظاہری و باطنی بھلائی کا طالب ہے، ان کے باطن کو اکابر کی نسبت سے معمور پاتا ہے اور امیدوار ہے کہ وہ عنقریب فنائے قلب سے مشرف ہو جائیں گے جو کہ ولایت کے درجات میں سے پہلا درجہ ہے اور اس معنی کو ان کے حق میں قریب الحصول پاتا ہے۔ ع
باکریماں کارہا دشوار نیست [اہلِ سخا پر کوئی کام مشکل نہیں ہے] والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۲۱

سلطانِ وقت (اورنگ زیب عالمگیر) سلمہٗ ربہٗ کے نام محبتوں اور باطنی رابطوں کے اظہار میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ جب تلافی کے باعث دل روتا ہے تو ترجیح یافت کے باعث بنتی ہے۔

۲۶۷
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے جس کو مقدم کیا جائے وہ اللہ سبحانہٗ کی حمد ہے پھر نبی کریم اور ان کی آل پر درود و سلام ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر (اس سوال سے) افسوس ہے تو نے اُس (قیامت) کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے اور تو کوئی چیز تیار نہیں کی لیکن میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتا ہوں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

نے فرمایا تو (قیامت میں) اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں (صحابہ کرامؓ) کو اسلام لانے کے بعد اس سے زیادہ خوش نہیں پایا جتنا کہ وہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس ارشاد سے خوش ہوئے، متفق علیہ نیز حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو پس اگر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ تم کو اللہ عزوجل کی طرف پہنچادے — اما بعد کمترین دعاگویان محمد معصوم تمام مخلوق کے پشت و پناہ اور تمام جہانوں پر اللہ کا سایہ حضرت امیر المومنین (اورنگ زیب عالمگیر) اللہ تعالیٰ اُن کی دلیل کو روشن بنائے اُن کی بارگاہ پر نور کے باریاب حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا مکتوب عالی شان جو کہ کمال عنایت و مہربانی کے ساتھ قلم عنبریں رقم سے لکھا گیا تھا خواجہ محمد شریف بخاری نے عزیزترین زمانہ میں پہنچایا اور بے سروسامان فقراء کو عنایات عالیہ سے نوازا۔ آپ کا مکتوب گرامی ہمیں موصول ہوا وہ ایسا مکتوب ہے کہ جس کی عبارتوں کے چہروں میں جنت نعیم کی تروتازگی ہے اس (مکتوب) کے مضمون سے اس (طریقت کے) راستہ کا شوق و طلب ظاہر تھا اس لئے مقصود تک پہنچنے کی امید حاصل ہوئی۔ کسی بزرگ نے کہا ہے کہ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) دینا نہ چاہتا تو طلب نہ دیتا۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جب دل نایافت کے باعث روتا ہے تو روح یافت کے باعث ہنستی ہے، دل کا رونا جو کہ شوق و طلب کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے بزرگوں نے اس کو روح کی یافت پر دلیل قرار دیا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ عالم امر کے پانچوں لطائف آپس میں ہمسایہ و ہمنشین ہونے کا حکم رکھتے ہیں ان میں سے بعض بعض سے زیادہ لطیف ہیں اور جو لطیفہ کہ زیادہ لطیف ہے وہ عالم غیب سے زیادہ نزدیک ہے اور حضرت وہاب عزّ شانہ سے فیض اخذ کرنے میں سبقت رکھتا ہے اور جب ان لطائف میں سے کسی لطیفہ پر کوئی انعام الٰہی وارد ہوتا ہے تو دوسرا لطیفہ جو کہ اس کے قریب ہے اس سے واقف ہو کر اس نعمت پر رشک و غبطہ کرتا ہے اور اس کی طلب میں کوشش کرتا ہے اور گریہ و شوق اس کو لاحق ہو جاتا ہے، اگر ان لطائف میں سے کسی لطیفے پر بھی کوئی غیبی کیفیت ظاہر نہیں ہوتی تو تمام لطائف غافل رہتے ہیں اور طلب کی راہ بند ہو جاتی ہے پس دل کا رونا روح کی یافت پر دلیل ہے اس لئے کہ قلب و روح کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمسائیگی اور اتصال کی نسبت ہے اور ایک کی یافت سے دوسرا واقف ہے اور اس نعمت کے نہ پانے کے باعث روتا اور اس کی طلب میں دوڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کی حمد و احسان ہے کہ فقیر زادہ (خواجہ سیف الدین رحمہ اللہ) آپ کی نظر قبولیت میں منظور ہو گیا ہے اور اس کی صحبت کا اثر حاصل ہو گیا ہے اور نیکی کا امر کرنا اور برائی سے روکنا جو کہ فقیر زادہ ۲۶۸ کی علامت ہے اس پر آپ نے شکر و رضامندی کا اظہار کیا ہے، اس انعام (اظہار شکر) پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا

اور یہ امر دعا گوئی میں اضافہ کا باعث ہوا کیسی عجیب نعمت ہے کہ بادشاہت کی اس شان و شوکت اور سلطنت کے اس رُعب کے باوجود حق بات قبولیت کے کان میں پڑے اور ایک نامراد کا قول مؤثر ثابت ہو فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۳۹/۱۸
(پس میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجئے جو بات کو سنتے ہیں پھر احسن بات کی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقل و دانش والے ہیں) وصلی اللہ تعالیٰ علٰے خیرِ خلقہٖ محمدٍ وّ آلہٖ اجمعین وبارک وسلم۔

مکتوب ۲۲۲

ملا شرف الدین سلطانپوری کے نام سالک کے کسی مقام میں رُک جانے کے سر اور اس کے علاج کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ و تبلیغِ دعوات کے بعد عرض ہے کہ یہاں کے احوال ہر طرح حمدِ ذوالجلال کے لائق ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کی دعا کی گئی ہے آپ نے لکھا تھا کہ "خط لکھتے وقت اپنے حال کی طرف متوجہ ہوا تو ایک مقام نمودار ہوا ہر چند چاہا کہ (اس میں) داخل ہو جائے لیکن میسر نہیں ہوا" میرے مخدوم! چونکہ (وہ مقام) نمودار ہوا ہے اور آپ میں داخل ہونے کی خواہش پیدا ہوئی ہے امید ہے کہ آپ داخل ہو جائیں گے اور اس سے کچھ حصہ حاصل کر لیں گے اگر وہ (اللہ تعالیٰ) دینا نہ چاہتا تو طلب نہ دیتا۔ آپ نے حلقۂ احباب کی رونق اور ان کی ترقیات کے بارے میں لکھا تھا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا شکر بجا لایا اَللّٰهُمَّ زِدْ [اے اللہ اور زیادہ فرما]

آسماں سجدہ کند بہرِ زمینے کہ درو یک دو کس یک دو نفس بہرِ خدا بنشیند

[آسمان اس زمین کے لئے سجدہ کرتا ہے کہ جس میں ایک دو آدمی ایک دو لمحہ خدا کے لئے بیٹھتے ہیں]

آپ نے ایک عزیز کے رُک جانے کے بارے میں لکھا تھا کہ جس کی توجہ کے واسطے سے لوگوں میں عظیم تاثرات ظاہر ہوتی تھیں میرے مخدوم! رُک جانے کا سبب یا لغزش کا صادر ہونا اور گناہ کا ارتکاب ہے اس کا علاج توبہ و انابت اور پیر کی توجہ ہے یا (اس کا سبب) طلب و شوق کا جاتا رہنا ہے اس کا علاج بھی پیر کی توجہات ہیں کہ ان کی برکت سے شوق و طلب بھی میسر ہو جاتا ہے اور ترقیات بھی حاصل ہو جاتی ہیں یا (اس کا سبب) فوق کی طرف استعداد کی مناسبت کا نہ ہونا ہے اس کا علاج بھی پیر کے ساتھ صحبت اور کامل محبت کا ہونا ہے

تا کہ فوق سے کچھ حصہ پائے (نیز پیر کی توجہ مہربانی کا ہونا ہے تاکہ اس کی برکت سے اپنی استعداد سے اوپر جائے اور محبت کی کشش سے پیر کے پوشیدہ معانی حاصل کرے یہ سیر قسری (کشاں کشاں لیجانا) ہے نہ کہ طبعی) یا (اس کا سبب) اعتقاد میں خلل (واقع) ہوتا ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں ہے وہی عقیدہ کی کمزوری جو کہ ایک طاقتور ناسور ہے اس کی سد راہ ہے جبتک کامل اعتقاد اور فنا فی الشیخ حاصل نہ کرے (اس وقت ۲۶۹
تک) ترقی صورت پذیر نہیں ہوتی اور وہ شخص دائمی رکاوٹ میں گرفتار رہتا ہے، فقیر نے اس تحریر کے وقت اس عزیز کی رہائی کے بارے میں توجہ کی اس کی رہائی معلوم ہوئی امید ہے کہ پھر رکاوٹ میں گرفتار نہیں ہوگا والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۲۲۳

مشیخت مآب محمد یوسف گرد یزی کے نام ان کے احوال کی تعبیر اور حلقہ ذکر اور طالبین کے ساتھ صحبت رکھنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، گرامی نامہ جو آپ نے ملا عبد اللطیف کے ہمراہ ارسال کیا تھا پہنچکر مسرت بخش ہوا اور یہ جو آپ نے حال میں دیکھا ہے کہ اس فقیر نے میاں جیو کلاںؒ قدس سرہ کو اٹھا کر آپ کے سر پر رکھ دیا ہے آپ ان حضرت موصوف کو اپنے سر پر اٹھا کر لیجاتے ہیں اور آپ کو ایک عجیب کیفیت و حالت پیش آئی ہے اور ایک ایسی لذت حاصل ہوئی ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی میرے مخدوم! بظاہر فیوض و برکات ان حضرت (موصوف) سے آپ کو پہنچ رہے ہیں اور ایک نسبت آرہی ہے لیکن جس شخص نے ان کو اٹھا کر آپ کے سر پر رکھا ہے حقیقت میں وہ نسبت اس شخص کی ہے پس سمجھ لیجئے کہ بیشک یہ بات بہت زیادہ نفع دینے والی ہے، اور دوسرا حال جس میں آپ نے دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ (نقشبند بخاری قدس سرہ) اور فقیر (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) نے آپ کو تلوار اور ڈھال دی ہے اور آپ اس ڈھال پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ہیں، تلوار اور ڈھال دشمن سے حفاظت اور اس کے شر سے پناہ ہے اور تکیہ لگانا اس پر اعتماد کرنا ہے، اور بہت سے ہاتھی عَلَم و نقارہ، نفیری و شہنائی کے ساتھ آپ کے آگے آگے جاتے ہیں اور بہت سے لوگ جمع ہیں اور سب آپ کے منتظر ہیں، آپ کی بلندیٔ شان و سرداری اور آپکے مرجع خلائق ہونے کی طرف اشارہ ہے لیکن خواب استعداد کی خبر دینے والا ہوتا ہے، حق سبحانہٗ قوت سے فعل میں لائے اور گوش سے آغوش تک پہنچائے اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ [بیشک وہ قریب ہے اور قبول کرنے والا ہے] حلقۂ

لہ غالباً میاں جیو کلاں سے حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃؒ مراد ہیں۔ واللہ اعلم

ذکر کو قائم رکھیں اور اہلِ طریقہ کو مشغول رکھیں سُستی و کوتاہی دشمنوں کو نصیب ہو، اہلِ ذکر و طالبانِ صادق کے ساتھ صحبت رکھیں اُن کے غیر کے ساتھ بلا ضرورت مشغول نہ ہوں ؎

با عاشقاں نشیں و ہمہ عاشقی گزیں　　با ہر کہ نیست عاشق با او مشو قریں

[عاشقوں کے ساتھ بیٹھ اور کامل عاشقی اختیار کر جو شخص کہ عاشق نہیں ہے اس کے قریب مت جا]

قربِ الٰہی بخشنے والے اعمال میں مشغول ہوں اور ترقیات کے طالب رہیں مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ [جس شخص کے دو دن یکساں گذریں (یعنی ترقی نہ کرے) وہ خسارے میں ہے] اور دیگر دُور افتادہ دوستوں کو دعائے خیر سے یاد کریں والسلام والاکرام

۲۷۰

مکتوب ۲۲۴

محبّ علی ملتانی کے نام اُن کے عمدہ احوال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ (آپ کو) کمال و اکمال کے مراتب تک ترقیات عطا فرمائے، آپ نے جو مکتوب از راہِ محبت بھیجا تھا اور (اس میں) بلند احوال تحریر کیے تھے اس نے پہنچکر خوش وقت کیا، فناؤں و بقاؤں کے اپنے اپنے مختلف احکام کے ساتھ پے در پے آنے اور وارد ہونے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی [اخلاقِ الٰہی کے ساتھ متخلق ہو جاؤ] کے معنی کے کامل طور پر ظاہر ہونے کے بارے میں جو آپ نے لکھا واضح ہوا اَللّٰھُمَّ زِدْ [اے اللہ! اس کو اور زیادہ فرما]۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "اس کے بعد ایک کیفیت ظاہر ہوئی (کہ) اپنی ماہیت کو خشوع والی نماز کے ارکان کی ماہیت پایا اور مذکورہ ارکان اور خشوع کو اپنی ماہیت کے ارکان محسوس کیا یہ دید اور یہ یافت بہت ہی غالب ہے۔" اس کے مطالعہ نے بہت ہی مسرور کیا، امید ہے کہ یہ فنا و بقا جو کہ نماز کے ارکان کے ساتھ حاصل ہوئی ہے اس کی حقیقت تک وصول کا وسیلہ ہو جائے اور صورت کے ساتھ متصف ہونا حقیقت کی ہم آغوشی تک پہنچا دے، نماز ایک دلربا معشوق ہے (جو) عالم غیب الغیب میں ایک ایسی حقیقت رکھتی ہے جو کہ تمام حقائق سے اوپر ہے، حدیث شریف (قدسی) قِفْ یَا مُحَمَّدُ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فَاِنَّ اللّٰہَ یُصَلِّیْ [اے محمد! (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ٹھہر جا پس بیشک اللہ تعالیٰ نماز میں ہے] اس حقیقت کی طرف ایک اشارہ ہے ؎

چکد مشک تر از دستم گر آں گیسو بچنگ افتد　　دمد صبح از گریبانم گر آں مہ در کنار آید

[اگر وہ گیسو میرے پنجے میں آجائیں تو میرے ہاتھ سے تر مشک ٹپکنے لگے، اگر وہ محبوب میری آغوش میں آجائے تو میرے گریبان سے صبح طلوع ہو جائے] والسلام والاکرام۔

مکتوب ۲۲۵

سیادت پناہ میر محمد ابراہیم ولد شیخ میر کے نام ان کے حال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم گرامی نامہ پہنچکر مسرت بخش ہوا۔ آپ نے شوقِ ملاقات کے بارے میں لکھا تھا، اس جانب سے بھی دوستوں کو مشتاق جانیں اور حدیث شریف وَاَنَا اِلَیْهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا مِّنْهُمْ [اور میں ان کی طرف البتہ ان سے زیادہ شدید شوق رکھتا ہوں] پڑھیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "کبھی ایسا پاتا ہوں کہ ایک نور سینہ میں بہت روشن ہے اور کبھی اس نور کو اپنے تمام اعضا میں پاتا ہوں ایسا متصور ہوتا ہے کہ گویا تمام وجود نور محض ہے الخ" بیشک ہر فیض و نور جو کہ عالمِ غیب سے انسان پر وارد ہوتا ہے پہلے سینہ پر آتا ہے جو کہ علم و دانش کا محل ہے اور لطائفِ عالمِ امر کا مقام ہے جو کہ عالمِ قدس کے زیادہ قریب ۲۷۱
ہیں اگرچہ کمالاتِ نبوت حاصل ہونے کے بعد قرب کی نعمت عالمِ خلق کا حصہ ہوتی ہے اور عالمِ امر اس کے تابع ہوتا ہے لیکن یہ قُرب کمال حاصل کرنے کے بعد ہے اور عالمِ امر کا قُرب پیدائشی اور فطری ہے اور بقدرِ سینہ واردِ ہونے کے بعد تمام اعضا تک پہنچ جاتا ہے اور تمام وجود کو نور بنا دیتا ہے اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ مضغۂ قلبیہ عالمِ خلق سے ہے اور اس کا مقام سینہ ہے پس سینہ عالمِ امر کے ساتھ مخصوص نہیں ہوا جب یہ آیۂ کریمہ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ الآیۃ [کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ہم نے نور بنا دیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے] نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "نور جب سینہ میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ (سینہ) کھل جاتا ہے پس کہا گیا کہ یا رسول اللہؐ کیا اس کی کوئی علامت ہے؟ تو آنحضرت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دار الغرور (دنیا) سے دوری اور دار القرار (آخرت) کی تیاری کرنا ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نور پہلے سینہ پر وارد ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے اعمال و افعال و اقوال و نیات کے نقص کی دید اور اپنے آپ کو خراب و ابتر پانا تحریر کیا تھا، عمدہ ہے یہ نقص کی دید اعمال کی قیمت کو بڑھاتی ہے اور قبولیت کے نزدیک کرتی ہے کیا کیا جا سکتا ہے ممکن بیچارہ کا حصہ قصور و نقص ہے اور وہ ابتر و خراب تر ہے، عدم سے کیا چیز ہو سکے گی، کمالات سب کے سب اہلِ کمال کی طرف لوٹتے ہیں كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ [ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے] اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ [اے اللہ ہمیں اشیاء کے حقائق دکھا دے جیسی کہ وہ ہیں]۔ آپ نے لکھا تھا کہ "ایک شخص سخت

بیمار تھا علاج معالجے کارگر نہیں ہوتے تھے ایک روز اس کی جانب توجہ کی گئی اور اپنے آپ کو درمیان میں سے ہٹا کر اس بیمار کی طرف متوجہ ہوا، توجہ کے بعد اس مریض میں کچھ تخفیف پائی گئی اور اس کی بیماری کا کچھ حصہ میں نے اپنے اندر پایا پھر توجہ اس جانب کی گئی تو بیماری فقیر سے بھی جاتی رہی" واضح ہوا، آپ کے اعتقاد کے موافق آپ کو دکھایا گیا ہے، اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ [میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں] آپ نے فرزندی ابوالقاسم کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے واضح ہوا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ والسلام والاکرام

مکتوب ۲۲۶

سیادت پناہ میر محمد اسحاق ولد شیخ میر کے نام بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ والشکر والمنۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد والہٖ والتحیۃ، مکتوب مرغوب نے پہنچ کر خوش وقت کیا اللہ تعالیٰ عافیت واستقامت کے ساتھ رکھے اور مراتب قرب میں ترقیات عطا فرمائے، جو بشارت کہ رخصت کے وقت میں نے آپ سے بیان کی تھی وہ اب بھی ملاحظہ ہوتی ہے (یہ فقیر) وہ معنی آپ میں مطالعہ کرتا ہے اور آپ کو اُن انوار و اسرار کا مورد پاتا ہے بلکہ پہلے سے زیادہ محسوس کرتا ۲۷۳ ہے اور اس مقام میں ترقی معلوم ہوتی ہے لیکن اوپر کے مقام میں دخول واضح نہیں ہوتا اور فقیر اس بارے میں بے توجہ نہیں ہے امیدوار رہیں۔ آپ کے سوالات کے جوابات کو میاں حضرت نے فقیر کے مشورہ سے لکھا ہے آپ مطالعہ کریں گے اور فقیر کا ضعف دور نہیں ہوا اور بہت سے خطوط لکھنے تھے اس بنا پر خود نہیں لکھ سکتا تھا، گوشہ نشینی کی طرف راغب رہیں اور اوقات کو اہم کاموں میں صرف کریں اور موت و قیامت کی یاد سے غافل نہ رہیں جآءَتِ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُہَا الرَّادِفَۃُ جآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ [ہلا دینے والی چیز (صور اسرافیل کی پہلی پھونک) آ گئی جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز (دوسری پھونک) آ جائیگی موت پوری طرح آ گئی] دوستوں سے سلامتی خاتمہ کی دعا کی امید کی جاتی ہے۔ والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والبرکات العلیٰ۔

مکتوب ۲۲۷

سلطان وقت اورنگ زیب عالمگیر، مدظلہ العالی کے نام ان معارف کے بیان میں تحریر فرمایا جو کلمۂ نفی سے تعلق رکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِذِکْرِہٖ وَاَنْطَقَ اَلْسِنَتَہُمْ بِشُکْرِہٖ وَ

عَمَّرَ جَوَارِحَهُمْ بِخِدْمَتِهٖ وَسَقَاهُمْ بِمَحَبَّتِهٖ شَرَابَ مَعْرِفَتِهٖ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰى صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَائِمَيْنِ اَبَدًا [سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے عارفوں کے قلوب کو اپنے ذکر کے ساتھ منور کیا اور ان کی زبانوں کو اپنے شکر کے ساتھ گویا کیا، اور ان کے اعضا کو اپنی خدمت کے ساتھ آباد کیا اور ان کو اپنی محبت کے ساتھ اپنی معرفت کی شراب سے سیراب کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد اس کے بندہ و رسول ہیں اُن پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر جو کہ ہدایت کے ستارے ہیں ہمیشہ
اللہ تعالیٰ کا صلوٰۃ وسلام ہو] اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ [اللہ تعالیٰ کی قصص ۸۸
ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے) اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ لبید (شاعر کا نام) نے کیا اچھا کہا ہے: ع

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ　　[آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے]

حق جل وعلا کے ماسوا ہر چیز فانی اور لاشی محض ہے ایک باطل ہے جو حق نما ہے اور ایک عدم ہے جو وجود جیسا ہے اس (ماسوائے حق) کی ذات عدم ہے جو کہ ہر شر و نقص کا ٹھکانا ہے، اس (ماسوا) میں صفات کمال کا وجود اور اس کے توابع مرتبہ وجوب سے مستفاد و مستعار ہیں اور اس تعالیٰ شانہ کے کمالات کا پرتو ہیں پس خیر و کمال سب کا سب اس بارگاہِ قدس کی طرف لوٹنے والا ہے اور شر و نقص تمام کا تمام ممکن کی طرف رجوع کرنے والا ہے، آیہ کریمہ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ
سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط [جو بھی بھلائی تجھے پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی تجھے پہنچتی ہے نساء ۷۹
وہ تیری ذات سے ہے) اس معنی کی مؤید ہے۔ ممکن نے کمال نادانی کے باعث اپنی ذات کو فراموش کر دیا ہے ۲۷۳
اور اپنے ذاتی شر و نقص سے آنکھ بند کر کے اپنے عاریتی کمالات کو خیر و کمال خیال کیا ہے اور بھلائی کا مبدا جانا ہے اور طویل بنیاد اس بے بنیاد خیال پر رکھی ہے اور اسی وجہ سے اپنے مولا جل شانہ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ پیدا کیا ہے اور نفسِ امارہ کی رعونت و انانیت یہیں سے پیدا ہوئی ہے۔ عجب معاملہ ہے کہ اصل جو کہ کمال و جمال سے آراستہ ہے پردہ میں ہے اور نظر سے پوشیدہ ہے، اور ظل جو کہ نقص و شرارت کا منبع ہے تہمت کے ساتھ اپنے آپ کو اصل کے عنوان سے ظاہر کیا ہے اور ناظرین پر جلوہ گر ہوا ہے ؎

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز　　بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

[پری نے اپنا چہرہ چھپالیا اور دیو کرشمہ و ناز میں مصروف ہے، حیرت سے عقل جل گئی کہ یہ کتنی عجیب بات ہے]

اور جب سالک (اللہ تعالیٰ کی) عنایت کی پیشقدمی سے اپنی عدمیتِ ذاتی پر اطلاع پاتا ہے اور اپنی صفاتِ کمال کو اُس (حق تعالیٰ) کے کمالات کا پرتو یقین کرتا ہے اور ان کمالات کو پوری طرح اصل کے حوالہ کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو جو کہ ان کمالاتِ (ربانی) کا آئینہ تھا محض خالی پاتا ہے اور عدم صرف دیکھتا ہے تو فنائے حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور نفسِ امارہ کی انانیت سے رہائی پا لیتا ہے اور نفسِ امارہ بتدریج مطمئنہ بن جاتا ہے اُس وقت نعمت اُس کے حق میں پوری ہو جاتی ہے، مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

چوں بدانستی کہ ظلِّ کیستی   فارغی گر مردی و گر زیستی

[جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہے تو پھر خواہ مُردہ ہو یا زندہ ہو تُو بے فکر ہے]

اس کے بعد عرض ہے کہ آپ کے مکتوبِ عالی شان نے سعید ترین زمانہ میں پرتوِ نزول ڈال کر (ہم) بے سروسامان فقراء کو قسم قسم کی مسرت و شرف سے نوازا ؎

از آمدنش چو گل شگفتم   دامن دامن بہار رُفتم

[میں اُس کے آنے سے پھول کی مانند کھل گیا، میں نے اپنے سارے دامن میں بہار کو سمیٹ لیا]

اور اُس (مکتوبِ گرامی) کی رنگین و دلکش نظم کی فصاحت اور اس کے معانی و نکات کی بلاغت کا کیا بیان کیا جائے ؎

فَفِي كُلِّ لَفْظٍ مِّنْهُ رَوْضٌ مِّنَ الْمُنٰى   وَفِي كُلِّ سَطْرٍ مِّنْهُ عِقْدٌ مِّنَ الدُّرِّ

[پس اس کے ہر ہر لفظ میں آرزوؤں کا ایک باغ مضمر ہے، اور اس کی ہر ایک سطر میں موتیوں کا ایک ہار پوشیدہ ہے]

باطنی سبق کی کیفیت کو فقیر زادہ (خواجہ سیف الدین قدس سرہٗ) کے خط میں پہلے لکھ چکا ہوں نظرِ عالی سے گذرا ہوگا، آپ نے اس شکستہ سے غائبانہ توجہ کی مدد طلب فرمائی ہے، اگرچہ قدیمی دعاگوئی کے باعث پہلے بھی (یہ فقیر) اکثر آنجناب کے لئے دعا و توجہ میں مشغول رہا ہے (لیکن اس وقت بھی جبکہ اس قسم کی مہربانیاں اور خصوصیات پیش آئی ہیں اس سلسلۂ عالیہ کے مقررہ طریقہ کے مطابق باطن کی ترقی اور اس کی کیفیت کی زیادتی اور ظاہری استقامت و نصرت میں خود پوری توجہ کے ساتھ پابند ہے اور کسی طرح بھی کوتاہی پر راضی نہیں ہے۔ آپ نے جہانداری (حکومت) کے بارِ گراں بار اور حسنِ خاتمہ کے بارے میں کچھ اظہار کیا تھا چونکہ اس (اللہ) تعالیٰ سبحانہٗ نے اپنے کرم سے اس بارے میں خوف عنایت فرمایا ہے (اس لئے) بہت سی امیدیں حاصل ہوئیں، یہ خوف دشوار کاموں کو آسان کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: لَا يَجْتَمِعُ خَوْفَانِ خَوْفُ الدُّنْيَا وَخَوْفُ الْآخِرَةِ [دو خوف یعنی خوفِ دنیا اور خوفِ آخرت کسی ایک شخص میں جمع نہیں ہوتے] — فقیر زادہ (خواجہ سیف الدین قدس سرہٗ) کی ادائیگی خدمات اور لوازمِ خیر خواہی چونکہ آپ کی نظرِ عالی میں منظور ہو گئی ہیں (اس لئے یہ بات) اس کے لئے سعادت کا موجب

۲۷۳ اور امتیاز کا باعث ہوتی ہے، اور حق بات یہ ہے کہ فقیر زادہ جو کہ ظاہری و باطنی کمالات کا حامل ہے اور گوشہ نشینی کا اور میل جول نہ رکھنے کا عادی ہے چند آدمیوں سے بھی میل جول کا شوق نہیں رکھتا لیکن محض خیر خواہی نے اس کو اس بات پر (یعنی آپ کے پاس آنے پر) آمادہ کیا ہے، آپ نے برادر دینی کے بارے میں کہ وہ بھی ظاہری و باطنی کمالات سے آراستہ ہے کرم فرمایا تھا، پہلے بھی مشار الیہ کے ساتھ صحبت کا حق ادا ہوتا تھا اب بھی حکم عالی کے بموجب زیادہ سے زیادہ کوشش کرے گا، حقیقی مربی وہ (اللہ جل شانہ) ہے وہ خود ہی طلب کا درد بھی دیتا ہے اور خود ہی اپنی طلب میں دوڑاتا ہے اور خود ہی راہ وصل کھولتا ہے۔ ع

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند [ہمیں اور تمہیں تو بہانہ بنایا گیا ہے]

(خدا کرے) سلطنت کا سورج اور عدل و انصاف کا ستارہ (ہمیشہ) چمکتا رہے۔

مکتوب ۲۲۸

دوست محمد بیگ کے نام نماز کے فضائل اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ جو لذت فرض نماز کے ادا کرنے میں پیش آتی ہے اصل ہے۔

(دعا ہے کہ) ترقیات کے دروازے کھلے رہیں آپ کے دو خطوط ایک دوسرے کے بعد پہنچ کر خوش وقت کیا۔ آپ نے نماز میں دلجمعی، ذکر اور دوستوں کے حلقہ میں سرگرمی کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا بہت بڑی نعمت ہے اس کا شکر بجا لائیں اور اس کی جمعیت کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں میرے مخدوم! جو لذت کہ نماز میں خاص طور پر فرض نماز میں پیش آتی ہے نسبت کے اصل ہونے کا پتہ دینے والی اور کام کے انجام پانے کی خبر دینے والی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "جو نوافل فرائض کی تکمیل کی نیت سے ادا کئے جاتے ہیں وہی لذت بخشتے ہیں اس کے بعد ہر چند چاہتا ہوں یہ نیت نوافل میں حاصل نہیں ہوتی اور اگر تکلف کے ساتھ نیت کو حاضر کرتا ہوں تو بے لذتی کے ساتھ انجام پاتی ہے" آپ جان لیں کہ کام کا مدار فرائض پر ہے اگرچہ نوافل میں وہ نیت میسر نہیں ہوتی کوئی فکر نہ کریں اور نسبت فرائض اور ان کی لذت کی تکمیل میں کوشش کریں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۲۹

خواجہ کلاں خواجہ مزاری نقشبندی کا پسر خواجہ عوض مزاری بخاری کے نام اس بارے میں کہ ظل جو کچھ رکھتا ہے بخشے اصل ہی رکھتا ہے لیکن کمال نادانی کے باعث اس نے اپنی اصل کو فراموش کر دیا ہے اور ان کے حال کی شرح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ العلی الاعلیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ وحبیبہ
المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ البررۃ التقی، اما بعد آنجناب کی جانب سے دو گرامی ناموں نے اس ۲۷۵
درویشِ دل ریش کے پاس پہنچ کر مشرف کیا، (دعا ہے کہ) سلامتی و عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ
وسنّتِ منورہ کے طریقہ پر قائم رہیں اور ظل سے اصل کی طرف آئیں اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں،
اور کسی نے خوب کہا ہے ؎

قومے ز وجودِ خویش فانی رفتہ ز حروف در معانی

[ایک قوم اپنے وجود سے فانی ہے وہ حروف سے معانی کے اندر چلی گئی ہے]

ولایت کا حاصل ہونا اس اسم تک جو کہ سالک کا مبدأ تعین ہے وصول سے وابستہ ہے اور اس اسم
میں فنا ہونا ہے، اور سالک اس اسم کا ظل ہے اور ظل خیر و کمال اور حسن و جمال سے جو کچھ رکھتا ہے وہ
سب اصل کا پرتو ہے اپنے اندر خود کسی چیز میں استقلال نہیں رکھتا لیکن ظل نے کمال نادانی کے باعث
اپنی اصل کو فراموش کر دیا ہے اور خود کے ساتھ گرفتار ہو گیا ہے اور کمال و جمال جو کہ اصل سے ہیں اپنے
آپ سے جان کر خود کو کامل اور نیکیوں کا مبدأ تصور کیا ہے اور غرور و انانیت پیدا کر کے اس راہ سے اپنے
مولا کے ساتھ ہمسری و شرکت تلاش کی ہے ؎

پری نہفتہ رُخ و دیو در کرشمہ و ناز بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

[پری نے اپنا چہرہ چھپا لیا اور دیو کرشمہ و ناز میں مصروف ہے، حیرت سے عقل جل گئی کہ یہ کتنی عجیب بات ہے]

اور جب عنایتِ الٰہی، چشم پوشی کرتی ہے اور اصل کا کمال و جمال ظاہر ہو جاتا ہے اور ان انعکاسی کمالات
کو پوری طرح اصل کے سپرد کر دیتا ہے اور اپنی ذاتی عدمیت پر دانا و بینا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو فانی و
لاشئے پاتا ہے اس وقت سر رشتۂ سعادت ہاتھ آتا ہے اور نفسِ امارہ کی شرارت سے نجات کی امید پاتا ہے،
مولانائے روم قدس سرہٗ نے کہا ہے ؎

چوں بدانستی کہ ظلِّ کیستی فارغی گر مردی و گر زیستی

[جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہے تو پھر خواہ مُردہ ہو یا زندہ ہو تو بے فکر ہے]

اللہ تعالیٰ ہم جیسے ناکاروں کو آپ شاہبازوں کے طفیل جو کہ بزرگوں کے جانشین ہیں اور روضۂ مقدسہ کی
ہمسائگی سے سعادتمند ہیں ان معانی کے ساتھ کچھ ایمان عطا فرمائے اور اس چشمہ سے کوئی گھونٹ مرحمت
فرمائے اور (یہ فقیر) اس مقام کے انوار و برکات سے ہمیشہ چشم براہ ہے اور اس جگہ کے فیوض و اسرار کا امیدوار ہے ؎

دریں دیار بداں زندہ ام کہ گاہ گاہے نسیمِ عاطفتے زاں دیار مے آید

[میں اس دیار میں اس لئے زندہ ہوں کہ کبھی کبھی مہربانی کی نسیم اُس دیار سے آجاتی ہے]

جو طویل حال آپ نے لکھا ہے عمدہ ہے اور باطنی مناسبتوں کی خبر دینے والا ہے اور مقطعاتِ قرآنی کے سوال کا خیال دل میں گذرنا بھی اس کی خبر دینے والا ہے اور حلوائے ترکا دو پیازہ کے ساتھ ایک طشت میں جمع ہونا گویا آپ کی خاص نسبت کی طرف اشارہ ہے جو کہ خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والبرکات کے انوار سے ماخوذ ہے اور خواجہ ہاشم علیہ الرحمہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں انہوں نے کہا ہے ؎

بشیرینی نمک زیبا نیا ید چہ اعجاز ست کایں لب می نماید

[(باوجودیکہ) شیرینی کے ساتھ نمک اچھا نہیں لگتا (مگر) یہ کیا معجزہ ہے جو یہ لب دکھاتا ہے]

اور آپ کو جو یہ نعمت دی گئی ہے ایک نادر بشارت ہے۔ جاننا چاہیے کہ ہمارے بزرگوں نے احوال اور خوابوں پر ۲۷۶
زیادہ اعتبار نہیں رکھا ہے، معتبر وہی ہے جو کہ بیداری میں ظاہر ہو، خواب (البتہ) استعداد کی خبر دینے والا ہے تاہم دل وجان سے کوشش کرنی چاہیے تاکہ معاملہ قوت سے فعل میں آجائے اور گوش سے آغوش میں آپہنچے والسلام اولاً وآخراً۔

مکتوب ۲۳۰

حاجی حبیب اللہ حصاری کے نام ان کے احوال اور خوابوں کی تعبیر اور اُن کے دوستوں کے احوال کی شرح اور اس کے مناسب امور کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ علیٰ نعمائہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل انبیائہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسائر احبابہٖ اما بعد، آپ کے گرامی نامے پے در پے پہنچ کر مسرت بخش ہوئے، آپ نے اپنے خوابوں، احوال، کیفیات اور اپنے دوستوں کے احوال اور شوق وآرزومندی کے اظہار اور کسرِ نفس کی تمہیدات اور قصور کی دید اور دونوں کندھوں کے درمیان شملہ چھوڑنے اور رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانے وغیرہ کے بارے میں فقہی روایتوں کے استفسار کے متعلق جو کچھ لکھا تھا سب واضح ہوا اور مسرت پر مسرت بخشی۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ "ایک روز دل میں خیال آیا کہ مخلوق کی اس تمام گفتگو اور دوستوں کی سست روی کے باوجود
تیرا کیا حال ہوگا، الہام (غیبی آواز) کان میں پہنچا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ الی آخر الآیۃ [پس ان کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے]" ۱۳۷
(اس حال نے) بہت مسرور کیا اور امیدوار بنایا، یہ کلمۂ مبارکہ خیرات وبرکات کا جامع اور درجات وقربات کی خوشخبری دینے والا ہے۔ اور یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ "آپ تخت پر بیٹھے ہیں اور آپ کیلئے بادشاہی کی تجویز کی گئی ہے اور اس معنی پر اتفاق کیا گیا ہے اور سب لوگوں نے آپ کی طرف رخ کر لیا ہے اور تعظیم کرتے ہیں اور مبارکباد دیتے ہیں اور آپ تعجب کرتے ہیں کہ یہ معاملہ کس طرح سچا ہو سکتا ہے حالانکہ میرا معاملہ ان دنوں ناامیدی

تک پہنچ گیا ہے اور میں اپنے آپ کو لاشئے محض پاتا ہوں۔" میرے مخدوم! کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے، یہ ناامیدی اور یہ لاشئے ہونا باطنی سلطنت کے لئے مفید ہے جس قدر زیادہ معدوم و لاشئے ہوگا کمالات اور غلامی سے آزادی اور اخلاق کے ساتھ متخلق ہونا کہ جن میں سے ملکیت بھی ہے (یہ امور) اسی قدر زیادہ ہوں گے اور جس قدر زیادہ مایوس ہوگا ظلال سے اسی قدر زیادہ آزاد ہوگا، اور بادشاہ کی بیٹی کا جو آپ سے عقد کیا گیا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کا مبدأ تعین ہو اُس کے ساتھ عقد کرنا اُس کے ساتھ متحقق ہونا اور اس کے ساتھ فنا و بقا حاصل ہونا ہے اور چونکہ وہ مبدأ تعین شانِ کلی جو کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مبدأ تعین ہے
کی جزئیات میں سے ایک جزئی ہے کیونکہ آپ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم پر ہیں اس لئے اس (آپ کے ص۲۷۷
مبدأ تعین) کو دختر (بیٹی) ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ یہ جزئی اس کلی سے ظاہر اور پیدا ہوئی ہے اور وہ شانِ کلی جزئیات پر بلا واسطہ اور بواسطہ خود بادشاہ کا حکم رکھتی ہے۔ دوسرے حال میں یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "تم خود برہنہ ہوگئے ہو اور مجھ کو بھی برہنہ کر کے آغوش میں لے لیا ہے اور اپنے بدن اور چہرے کو مجھ پر مل رہے ہو اور اکٹھے خواب کے لباس میں سو کر ہم آپس میں پوشیدہ راز کہتے ہیں الخ" بہت خوب ہے اور مناسبتِ تامہ کی خبر دینے والا ہے اور پوشیدہ اسرار سے حصہ پانے کا پتہ دینے والا ہے۔ جو حال کہ آپ کے بھائی نے دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آغوش میں کھینچ لیا ہے اور حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس اللہ سرہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک جانب اور فقیر دوسری جانب ہے اور فقیر زادے اور فقیر کے تمام دوست سب ہمراہ ہیں الخ" (اُس حال نے) مسرور کیا، امید ہے کہ وہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات سے کامل حصہ پائے گا، مشارٌ الیہ کے احوال کے مطالعہ نے بھی مسرت بخشی، اور اسی طرح ملا فتح اللہ کے احوال جو کہ آپ نے لکھے تھے نیک و اعلیٰ ہیں اور دوسرے دوستوں کے احوال بھی خوب ہیں، حق سبحانہٗ وتعالیٰ روز بروز ترقیات عطا فرمائے۔ میرے مخدوم! یہ جو ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) نے فرمایا ہے کہ شرکِ خفی کے دقائق سے رہائی پانا دشوار ہے اور سب کا کلمۂ اثبات جو کہ وہ نفی و اثبات کے ضمن میں کہتے ہیں اُن کی ذات کی طرف عود کرتا ہے اور اس بارگاہِ قدس کے لائق نہیں ہوتا وہ یعنی کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سے اپنی الوہیت کا اثبات کرتے ہیں اور ان کا اِلَّا اللہُ بھی اُنہی کی طرف لوٹتا ہے نہ کہ اس بارگاہ عالی کی طرف، اور انھوں نے اپنے آپ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اور نیز جو کچھ اس فقیر پر حرم مکہ معظمہ میں ظاہر ہوا فقیر نے لکھا تھا اور نیز اظہار کیا تھا کہ "جس وقت سے کہ یہ عجیب معارف دیکھے ہیں خوف و رجا کے درمیان ہے اور ترساں و لرزاں ہے، نہیں جانتا کہ کونسے گروہ سے ہے۔" اے سعادت آثار! یہ ڈر اور لرزہ برحق ہے یہ ایک ایسا درد ہے جو لاعلاج ہے اور ایک

ایسی بیماری ہے جو دوا قبول نہیں کرتی ؎

لَقَدْ عَضَّتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ فَلَا طَبِیْبَ لَھَا وَلَا رَاقِیْ

[محبت کے سانپ نے میرے جگر کو ڈس لیا ہے پس اس (سانپ کے کاٹے) کے لئے نہ کوئی طبیب ہے اور نہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے]

ہمہ صبحِ وصل جویاں من وشامِ ناامیدی کہ سیاہ بختِ ہجرم شبِ من سحر ندارد

[تمام لوگ وصل کی صبح کو ڈھونڈتے ہیں لیکن میں ہوں اور شامِ ناامیدی ہے کیونکہ میں ہجر کا مارا ہوا سیاہ بخت ہوں (اس لئے) میری رات صبح نہیں دیکھتی]۔ ایک ایسا شاہباز ہونا چاہیے جو کہ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند تمام ماسوائے منہ موڑ کر لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ [میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا] کا ترانہ گاتا ہوا شرک کے دقائق سے رہائی پالے اور بیزار ہو جائے اور توجہ کا قبلہ احدیتِ ذات تعالیٰ کو بنا کر زبانِ دُرافشاں پر (یہ) لائے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنا منہ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں)۔ اکثر لوگ اس معنی کے کامل طور پر حاصل ہونے کے مدعی ہیں لیکن جو شخص کہ اس معاملہ کی حقیقت تک پہنچ جائے ۴۷۹
اور شرک کے دقائق سے رہائی حاصل کر لے نادر عنقا کا حکم رکھتا ہے۔ دیگر آپ اپنے آنے کے بارے میں دوبارہ لکھتے ہیں، میرے مخدوم! اس جگہ کو خالی چھوڑنا معقول نظر نہیں آتا بہر حال اگر شوق غالب آ جائے تو سات (دن) تک استخارہ کریں، قلب کے قبول کر لینے کے بعد اس جانب متوجہ ہوں، استخارہ کے بعد مُلّا فتح اللہ کو اپنی جگہ پر مقرر کریں، والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب ۲۳۱

میرزا لطیف بخاری کے نام اس بارے میں کہ سلطان ذکر اختراعات میں سے نہیں ہے بزرگوں سے ہوتا آیا ہے اور کسرِ نفسی کے مقدمات اور قصور کی دید کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی خصوصاً علیٰ سید الورٰی بدر الدجیٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ نجوم الھدیٰ، آپ کے گرامی نامے پے در پے موجبِ مسرت کا باعث ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور شریعتِ عالیہ و سنتِ منورہ کے طریقہ پر قائم رکھے اور ترقیات کے دروازے کھلے رکھے اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ [بے شک وہ قریب ہے اور قبول کرنے والا ہے]۔ آپ نے لکھا تھا کہ "بزرگوں کی زیارت کے وقت صبح طلوع ہونے کی جانب (مشرق) سے کوئی چیز آ کر

احاطہ کرلیتی ہے اور کیفیت وحضوری حاصل ہو جاتی ہے لیکن (یہ فقیر) نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے۔" میرے مخدوم! یہ اس نسبت کے انوار و برکات ہیں جو کہ بزرگوں سے آپ کو پہنچ رہی ہے شکر بجالائیں اور قبول کریں اور ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ [کیا اور بھی ہے] کا ترانہ گاتے رہیں۔ جو دُور دراز حال کہ آپ نے دیکھا اور لکھا ہے کہ ایک چہار بلغ ہے سجا ہوا تھا اور خواب سے بیدار ہونے کے بعد آپ نے خود کو فیض میں غرق پایا، عمدہ و روشن ہے حق سبحانہٗ حال سے وقوع میں لائے اور گوش سے آغوش تک پہنچائے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "ایک روز حضرت عالی (مجدد الف ثانیؒ) کے حقائق و معارف کا ذکر ہو رہا تھا سلطانِ ذکر کے بارے میں بات چلی تو صدرِ مجلس نے سوال کیا کہ ابتک اس نام کے ساتھ کوئی ذکر سُنا نہیں گیا ہے اور کتابوں میں بھی نظر سے نہیں گذرا، کیا یہ بات اولیائے سابقین کی ہے یا اُن کی کوئی حالت ہے۔" میرے مخدوم سلطانِ ذکر ہمارے طریقے میں مشہور و معروف اور عام ہے اور ہم اس کو اپنے پیروں سے سنتے آئے ہیں ہماری اختراع نہیں ہے جو کچھ بھی ہے بزرگوں کی طرف سے ہے، (قطبِ عالم) حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ) جو کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کے قریبی زمانے میں ہندوستان کے اکابر مشائخ میں سے گذرے ہیں، آخر عمر میں اُن پر استغراق و بیخودی غالب آگئی تھی چنانچہ اکثر اوقات استغراق میں رہتے تھے نماز کے اوقات میں اُن کو بلند آواز سے بیدار کیا جاتا تھا، لوگوں نے اُن سے اس کا راز دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے دل کو ذکر سے بہت گوندا ہے اس لئے سلطانِ ذکر ہر وقت غالب رہتا ہے اور مجھ کو اپنے آپ سے بیخود کر دیتا ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اگر آپ کے دوستوں اور خلفا میں سے دس آدمی اس ملک (علاقہ بخارا) میں رہیں تو گنجائش ہے اس لئے کہ اس علاقے کی وسعت بہت ہے طالبانِ حق کی خبرگیری آپ کے سپرد کی گئی ہے (اس لئے) ضروری ہے کہ آپ رُبعِ مسکون کی خبرگیری کریں۔" ۲۷۹
میرے مخدوم! یہ مسکین اپنے آپ کو کسی شمار میں نہیں لاتا اور فانی ولاشی سمجھتا ہے اور اسی بنا پر کسی امر میں مشغول نہیں ہو سکتا اور اپنے آپ کو مولائے حقیقی جَلَّتْ عَظَمَتُہٗ کا شریک نہیں بنا سکتا ؎

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے وز ہیچ و کم از ہیچ نیاید کارے

[میں ہیچ ہوں اور (بلکہ) ہیچ سے بھی بہت کم ہوں اور ہیچ سے اور جو ہیچ سے بھی کم ہو اس سے کوئی کام نہیں بنتا]
مُربّیِ حقیقی وہی تعالیٰ شانہٗ ہے رُبعِ مسکون اور اس کے علاوہ (باقی تمام کائنات بھی) سب اُسی عز برہانہٗ کے زیرِ تصرف ہیں ؎

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند {ہمیں اور تمہیں تو بہانہ بنایا گیا ہے}

اللہ تعالیٰ جس شخص کو چاہتا ہے کہ اپنے کسی دوست سے فیضیاب کر دے اور درجۂ کمال تک پہنچا دے

تو اس شخص کو اس (بزرگ) کی صحبت میں پہنچا دیتا ہے یا اس (بزرگ) کو اس شخص (طالب) کے پاس پہنچا دیتا ہے، ہاں اگر وہ کسی چیز کے لئے مامور ہو جائے تو دوسری بات ہے اس وقت امر کی موافقت ناگزیر ہے، مختصر یہ کہ ہم جیسے ناکارہ فرقت زدوں کو جدائی کا غم اور گناہ کا ماتم کرنا اور شریعت کی مراعات کے ساتھ گوشۂ نامرادی اختیار کرنا سب چیزوں سے زیادہ ضروری و لازمی ہے، مخلوق کے اہم امور کو اس (تعالیٰ شانہٗ) کے سپرد کر کے کمر ہمت کو اس تعالیٰ شانہٗ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں چست باندھ لینا چاہیے، وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ؕ (اور اپنے رب کے نام کو یاد کر اور اس کی طرف پوری طرح سے یکسو ہو جا) اس ضمن میں جو شخص کہ مناسبت رکھتا ہوگا وہ فیض حاصل کر لے گا ورنہ نہیں، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۳۲

مخدوم زادہ عالی مرتبہ شیخ سیف الملۃ والدین کے تحریر کردہ احوال کی شرح (کے ضمن) میں بعض اسرار کے بیان میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب مرغوب نے جو کہ کیفیاتِ عالیہ و احوالِ منورہ پر مشتمل تھا خوش وقت کیا اور دل کی خوشی اور جان کی راحت کا سبب ہوا۔ آپ نے لکھا تھا کہ "نسبتِ محبوبیت اور اس کے متعلقہ اسرار کے باوجود تکمیل و ارشاد کی جانب روز بروز ترقی پر ہے" روز بروز ترقی پر کیوں نہ ہو کہ محبوبوں میں سب سے افضل سرورِ دین و دنیا علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات و اکمل التحیات ہیں اور ارشاد و تکمیل کا پہلو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سب سے زیادہ ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ بعض اوقات مباح امور میں مشغولیت کے ساتھ نزول واقع ہوتا ہے اور جب تک ان امور کے ساتھ سہارا نہ پکڑے تکمیل کا معاملہ خراب ہو جاتا ہے، بیشک اجازات اور مباحات کا ارتکاب بشریت کی جانب کو جو تکمیل کی معاون ہے تقویت دیتا ہے اور عزیمت و مستحب کا ارتکاب ملکیت کی جانب کی پرورش کرتا ہے، جو کہ ارشاد سے تعلق نہیں رکھتی وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے اولیائے غیر مرجوعین ملکی جانب کی تکمیل میں کوشش کرتے ہیں اور بشریت و دعوت کے کمالات سے کچھ حصہ نہیں رکھتے اور اولیائے مرجوعین دونوں جانب کی تکمیل کرتے ہیں اور انھوں نے ملکیت کو بشریت کے ساتھ جمع کیا ہے یہ کار برحق جل و علا کی مراد کے ساتھ قائم ہوا۔

؎ لِأَنِّيْ فِي الْوِصَالِ عُبَيْدُ نَفْسِيْ ... وَفِي الْهِجْرَانِ مَوْلَى لِلْمَوَالِيْ

[اس لئے کہ میں وصل میں اپنے نفس کا ادنیٰ غلام ہوں اور ہجر میں غلاموں کا غلام ہوں]

ہجرے کہ بود مرادِ محبوب از وصل ہزار بار خوشتر

[جو ہجر کہ محبوب کا منشا ہو وہ وصل سے ہزار گنا اچھا ہے]

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ جس طرح اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ عزیمت پر نوازا جائے اسی طرح وہ اس کو پسند کرتا ہے کہ رخصت پر بھی نوازا جائے۔ جاننا چاہئے کہ جس مباح کام کے ساتھ اچھی نیت ملی ہوئی ہو وہ مستحبات میں داخل ہو جاتا ہے اور رخصت عزیمت ہو جاتی ہے نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ [علما کا سونا عبادت ہے] آپ نے سنا ہوگا، خاص طور پر وہ مباح کام جو اُس تعالیٰ شانہٗ کے امر سے واقع ہوتا ہے وہ فرائض و واجبات میں داخل ہو جاتا ہے چنانچہ یہ معنی تفصیل کے ساتھ حضرت عالی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوباتِ جلد ثانی سے واضح اور ظاہر ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "مجالسِ سلطانی میں ایسے عجیب و غریب اسرار جلوہ گر ہوتے ہیں جن کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے، ان محفلوں میں داخل ہوتے ہی خاص عروج و نزول کے ساتھ ممتاز کر دیا جاتا ہے"۔ بیشک اہلِ کمال ہر بقعہ سے اس بقعہ کے مناسب فیوض و اسرار اخذ کرتے ہیں اور ہر زمین سے اُس زمین کے مناسب کمال حاصل کرتے ہیں، کسی زمین کو معاملاتِ فنا کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے اور کسی زمین کو کمالاتِ بقا کے ساتھ موافقت ہوتی ہے کوئی قطعہ ایسا ہے جو عروج سے مناسبت رکھتا ہے اور کوئی قطعہ نزول سے، حرم مکہ کے کمالات و معاملات جدا ہیں اور حرم مدینہ کے فیوض و معاملات جدا۔

ع ہر خوش پسرے را حرکات دگرست [ہر اچھے بیٹے کی حرکتیں دوسری ہیں۔]

آپ نے بندگانِ حضرت (بادشاہ) کے احوال کے بارے میں لکھا تھا کہ (وہ احوال اُن کے) لطیفۂ اخفیٰ کی وسعت اور اُس کے ساتھ اُن کی مناسبتِ کاملہ کی خبر دیتے ہیں اس کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوئی لطیفۂ اخفیٰ سب سے اعلیٰ لطیفہ ہے اور اس کی ولایت سب ولایتوں کے اوپر ہے، اس لطیفہ کو سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات البرکات کے ساتھ ایک خاص خصوصیت ہے، فقیر بھی اُن کی قدرے مناسبت لطیفۂ اخفیٰ کے ساتھ پاتا ہے والغیب عند اللہ سبحانہٗ [اور غیب کا علم اللہ سبحانہٗ ہی کو ہے]

مکتوب ۲۳۳

ملا شاہ مراد پشاوری کے نام فیضیابِ طالبین پر توجہات قائم رکھنے کی ترغیب کے بارے میں تحریر فرمایا۔

۲۸۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ (آپ کا) مکتوبِ مرغوب پہنچکر مسرت بخش ہوا، آپ عافیت سے رہیں اور شریعتِ عالیہ و سنتِ منورہ کے طریقہ پر قائم رہیں اور ظل سے

اصل کی طرف آئیں اور اسم سے مسمیٰ کی طرف مائل ہوں اور اپنے کام میں سرگرم رہیں اور باطن کی تعمیر میں دل وجان سے کوشش کریں تاکہ ترقی کا راستہ کھل جائے۔ اور آپ نے اپنے دوستوں کی محنت کے بارے میں لکھا تھا، اللہ جل شانہٗ کا شکر بجا لائیں اور توجہات ان کے حال پر مبذول کریں اور ان کی ترقیات میں کوشش کریں ؎

آسماں سجدہ کند بہر زمینے کہ درو یک دو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

[آسمان اس زمین کے لئے سجدہ کرتا ہے کہ جس میں ایک دو آدمی ایک دو لمحہ خدا کے لئے بیٹھتے ہیں]

لیکن اپنے کمال (کے حصول) میں بہت زیادہ کوشش کریں اور گوشہ نشینی کی طرف زیادہ راغب رہیں کیونکہ دوسروں کی تکمیل اپنے کمال کی فرع ہے، والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۳۴

خواجہ محمود فاحصاری کے نام حوادث کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی طرف لوٹانے اور حال کی تعبیر کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب موصول ہوا، آپ نے پریشانیوں اور حوادثِ روزگار کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا میرے مخدوم! سب امور کو منجانب اللہ سمجھنا چاہئے اور کام کی کشادگی کو بھی اُسی سبحانہٗ کی طرف سے تلاش کرنا چاہئے وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ‌ۚ [اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں ہے] پ ۱۱ ع ۱۷۔ آپ نے سابقہ خط میں دو حال لکھے تھے، ایک حال میں اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور دوسرے میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات کو (دیکھا تھا) بہت روشن واعلیٰ ہے اس نے مسرور کیا اور امیدوار بنایا، دوسرے حال سے آپ کی مناسبت حضرت روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ معلوم ہوتی ہے، حق سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو ان کے برکات و انوار سے بہرہ مند کرے، والسلام

میرے مخدوم! آپ نے اپنے خط میں فقیر کے نام کو حق جل وعلا کے نام کے اوپر لکھا ہے یہ بات اچھی واقع نہیں ہوئی آپ توبہ کریں آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے، بظاہر آپ سے سہواً واقع ہوا ہوگا بہر حال توبہ وانابت ضروری ہے۔ (آپ کے لئے) ترقیات کے دروازے کھلے رہیں۔

مکتوب ۲۳۵

ص ۲۸۲ مُلّا قاسم پسرِ صوفی مغربی کے نام ان کے حال کی شرح میں تحریر فرمایا۔

آپ نے جو خط ازراہِ محبت ارسال کیا تھا اُس نے پہنچکر خوش وقت کیا، آپ نے عناصرِ اربعہ خاص طور پر عنصرِ خاک کے تصفیہ کے بارے میں لکھا تھا اس کے مطالعہ نے بہت محظوظ کیا (یہ) ایک بہت ہی عجیب حالت ہے اور اسی طرح جو حالت نماز میں پیش آتی ہے عمدہ ہے اور حالتِ معراجیہ کا اثر ہے جو کہ خاص خاص بندوں کو پیش آتی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ (یہ فقیر) شروع میں حق جل وعلا کی محبت کو اس قدر مشاہدہ کرتا تھا کہ بیان سے باہر تھا اب اپنے اندر نہ اُس (جل شانہٗ) کی محبت کو مشاہدہ کرتا ہے اور نہ عدمِ محبت کو، بیشک محبت اور عدمِ محبت نسبتوں اور اعتبارات میں سے ہے جبتک معاملہ صفات و اعتبارات میں ہے محبت کی گنجائش ہے اور جب معاملہ صفات و اعتبارات سے اوپر چلا جاتا ہے تو محبت اور اس کا عدم ساقط ہو جاتا ہے اور تمام نسبتوں کی مانند محبت بھی راہ میں رہ جاتی ہے، والسلام

مکتوب ۲۳۶

میر عثمان کولابی کے نام اُن کے اس سوال کے حل میں تحریر فرمایا کہ ابتدا میں ظاہر (بھی) باطن کی مانند مشغول ہے اس کے بعد رفتہ رفتہ پہلے والی سرگرمی ظاہر میں نہیں رہتی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ اور ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف جو آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا پہنچکر مسرت بخش ہوا (دعا ہے کہ) آپ سلامتی اور عافیت کے ساتھ رہیں اور شریعت و طریقت کے راستہ پر قائم رہیں اور ظل سے اصل کی طرف آئیں اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں۔ آپ نے لکھا تھا کہ "اس سے پہلے جب میں سکوت (مراقبہ) میں بیٹھتا تھا تمام لطائف میں عجیب کیفیت و جمعیت حاصل ہوتی تھی اکثر جذبات ہو جاتے تھے جو کہ بیخود کر دیتے تھے اور رات اور دن ظاہر کام میں مشغول رہتا تھا اور اب جبکہ نسبتیں بے کیف ہو گئی ہیں اور دل کو دنیا و آخرت سے کمال درجہ کی بے تعلقی پیدا ہو چکی ہے تو ظاہر کام میں بے پروائی کرتا ہے اور سُستی دکھاتا ہے؟ (اس کا) سبب کیا ہے؟" آپ جان لیں کہ ابتدا میں ظاہر و باطن آپس میں ملے ہوئے ہیں اور باطن کے

انوار و برکات سے ظاہر سیراب اور بہرہ مند ہے اس بنا پر ظاہر بھی باطن کی طرح حضوری کے ساتھ ہے اور سرگرم ہے، جب باطن ظاہر سے جدائی اختیار کر لیتا ہے اور اس کا تعلق اس سے منقطع ہو جاتا ہے اور معاملہ ابتدا سے توسط میں آجاتا ہے تو باطن کی حضوری و آگاہی ظاہر میں بہت کم سرایت کرتی ہے اس لئے
۲۸۳ ظاہر اگر بے پروائی دکھائے اور سستی ظاہر کرے تو گنجائش رکھتا ہے کیونکہ اس کی حرارت و سرگرمی عارضی تھی نہ کہ ذاتی۔ آپ نے لکھا تھا کہ فی الحال جب میں سکوت میں بیٹھتا ہوں تو اپنے آپ کو گم پاتا ہوں اور بعض تجلیات و انوار حاصل ہوتے ہیں، عمدہ ہے، ایک بزرگ فرماتے ہیں ع

گم شدن در گم شدن دینِ منست [گم شدگی میں گم شدگی میرا دین ہے]

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں: اَشْتَهِيْ عَدَمًا لَا اَعُوْدُ اَبَدًا [میں ایسا عدم چاہتا ہوں کہ کبھی بھی نہ لوٹوں] امید ہے کہ یہ گم شدگی اور عدمیت احاطہ کرلے اور مراقبہ اور غیر مراقبہ یکساں ہو جائے۔ والسلام

مکتوب ۲۳۷

امان بیگ کے نام اس بارے میں کہ ظاہری پریشانیوں کی وجہ سے اس بارگاہِ مقدس سے محجوب نہیں ہونا چاہئے اور اس حال کی تعبیر میں تحریر فرمایا جو انھوں نے دیکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مکتوب شریف نے پہنچکر خوش وقت کیا۔ آپ نے کمینی دنیا کی پریشانیوں اور قرضوں کی کثرت اور اہلِ خانہ کی بدسلوکی کے بارے میں شکایت بیان کی تھی ان سب کو حق تعالیٰ و تقدس کی جانب سے سمجھنا چاہئے اور ان امور کے پیش آنے کے باعث اس سبحانہٗ سے محجوب نہیں رہنا چاہئے بلکہ اس تعلق کے ذریعے ظاہری پریشانیوں کو باطنی جمعیت کا سبب بنانا چاہئے۔

شعر
در دلِ ما غمِ دنیا غمِ معشوق شود بادہ گر خام بود پختہ کند شیشۂ ما

[ہمارے دل میں دنیا کا غم معشوق کا غم بن جاتا ہے، اگر شراب کچی ہو تو ہمارا شیشہ (صراحی) اس کو پختہ کر دیتا ہے]

ایک راستہ چلنے والے (سالک) نے ایک راستہ جانتے والے (مرشد) سے دریافت کیا کہ میں وساوس کے ہجوم سے
پ ۲۵ ۵۴ پریشان ہوں انھوں نے کہا کہ (آیۂ کریمہ) اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ [یاد رکھو کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے] کے بموجب جبکہ معلوم ہے کہ محبوب احاطہ کئے ہوئے اور شامل ہے تو وسوسہ کو وصل کے اسباب میں سے شمار کرنا چاہئے نہ کہ جدائی کے اسباب میں سے، اور ہمیشہ مشاہدہ کے دروازے کھلے رکھنے چاہئیں اور غفلت کے سوراخ بند کر دینے چاہئیں، اور یہ جواب اگرچہ توحید و اتحاد کے قاعدہ پر ہے لیکن ظلیت و اصالت کا

تعلق کہیں نہیں گیا ہے اور ظل سے اصل کی طرف شاہراہ ہے، اور یہ جو آپ نے خواب میں دیکھا ہے کہ فقیر (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کے سامنے شطرنج کی بساط پھیلا کر رکھی گئی ہے اور فقیر آپ سے کہتا ہے کہ تمام لوگ جو حاضر ہیں ہمارے ساتھ شطرنج کھیل چکے ہیں اب تمہاری باری ہے آؤ ہمارے ساتھ کھیلو اور تم نے کھیلنا شروع کر دیا کہ تمہاری آنکھ کھل گئی۔ میرے مخدوم! بساطِ شطرنج اور اس سے کھیلنا گویا حق جلّ وعلاؐ کی راہ میں وجود بشریت کی بازی لگا دینے سے عبارت ہے یعنی دوسرے لوگ تو اپنی جان کی بازی لگا چکے ہیں اب تمہاری باری ہے اور یہ بازی لگانے سے مراد بشری تعلقات سے آزاد ہونا اور اس کی صفات سے فنا حاصل ہونا ہے ؎

پارسا مارا مقامر گفت اللہ راست گفت　　　　او بہ بیں ہر دو جہاں را من بیک جو باختم

[پارسا نے مجھ کو جوئے باز کہا بخدا اس نے ٹھیک کہا آئیے دیکھئے میں نے دو جہان کی ایک جو کے ساتھ بازی لگا دی]

مکتوب ۲۳۸

شیخ محمد باقر لاہوری کے نام ان کے احوال کی شرح میں تحریر فرمایا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال ہر حال میں حمد کے لائق ہیں، اللہ سبحانہٗ سے آپ کی عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کے لئے دعا کی گئی، فقیر کی بیماری ایک ہی حالت پر ہے بظاہر افاقہ نہیں ہے، غرضیکہ لوگ اس بیماری میں اٹھا کر باہر لیجاتے ہیں اور جمعہ کی نماز میں بھی حاضر کر دیتے ہیں اس کو افاقہ کہا جائے گا یا نہیں ؎

لَیْتَکَ تَحْلُوْ وَالْحَیٰوۃُ مَرِیْرَۃٌ　　　　لَیْتَکَ تَرْضٰی وَالْاَنَامُ غِضَابٌ

لَیْتَ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ عَامِرٌ　　　　وَبَیْنِیْ وَبَیْنَ الْعَالَمِیْنَ خَرَابٌ

[کاش کہ تو شیریں ہو جائے اور اگرچہ زندگی تلخ ہو، کاش کہ تو راضی ہو جائے اور اگرچہ مخلوق ناراض ہو، کاش کہ میرے اور تیرے درمیان کی چیز آباد ہو اور میرے اور جہانوں کے درمیان کی چیز ویران ہو]۔

آپ کے گرامی ناموں نے پے درپے پہنچکر محظوظ کیا، آپ نے لکھا تھا کہ کبھی کبھی مقامِ رضا کی دوسری قسم یعنی اس طرف کی رضا بلا خواہش پرتو ڈالتی ہے" اور فقیر نے بھی اس کیفیت کے زیادہ ہونے میں کچھ امداد (توجہ) کی ہے حق سبحانہٗ کامل طور پر نصیب فرمائے۔ جاننا چاہئے کہ یہ رضا دوسری رضا پر مقدم ہے جو کہ بندہ کی رضا ہے اس لئے کہ تقدم اس طرف سے ہے پس اس صورت میں اگر رضا کی اس قسم کو

قسمِ اول لکھیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ جو ستارہ کہ (آپ کی) پیشانی میں مشاہدہ ہوتا ہے چونکہ پیشانی بدبختی و نیک بختی کے ظہور کا مقام ہے (اس لئے) ہو سکتا ہے کہ ایمان کا نور پیشانی میں ستارہ (کی شکل) میں متشکل ہوا ہو اور چونکہ سینہ علوم و اسرار کا مقام ہے پس دو ستارے جو سینے کے دائیں اور بائیں جانب مشاہدہ ہوئے ہیں ان سے سینے کے علوم و اسرار کے انوار کے احاطہ کرنے کی طرف اشارہ ہو، آپ نے ماہِ مبارک رمضان و عشرۂ اعتکاف و ختمِ قرآن مجید کی راتوں کی برکات مشاہدہ کرنے اور اپنے آپ اور قرب و جوار کے لوگوں کے لئے اور کبھی امام اور تمام صفِ اول کے لئے انوار و خلعتیں مشاہدہ کرنے اور بارگاہِ قدس کی اپنے بارے میں خوشنودی معلوم کرنے اور اس شخص (آپ) سے ماہِ مبارک کی رضامندی اور سابقہ گناہوں کی مغفرت معلوم کرنے اور متشابہات و مقطعات کے اسرار سے مناسبت حاصل کرنے اور ماہِ رمضان کی آخری رات کو حسرت کے ساتھ رخصت کرنے کے بارے میں جو آپ نے لکھا تھا وہ سب واضح ہوا اور اس نے مسرور کیا اور ماہِ شوال میں جو عظیم مکاشفہ رونما ہوا اور بار بار یہ خطاب بے جہت آپ نے سنا کہ واضح طور پر آپ سے خطاب کیا
۱۱۳ شاید کہ یہ کلام ہونٹوں سے ہوا ہو: وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا [اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے]
اس کیفیت کے پڑھنے سے ایسی لذتیں حاصل ہوئیں کہ کیا لکھے اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ
۱۳ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ [اے آلِ داؤد شکرانہ کے طور پر عمل کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گذار ہیں] اپنے دوستوں کے احوال اور ان میں سے بعض کی ترقیات اور مجلس کی رونق کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے واضح ہوا اللّٰھم زد [اے اللہ اور زیادہ عطا فرما] ؎

آسماں سجدہ کند بہرِ زمینے کہ درو یک دو کس یک دو نفس بہرِ خدا بنشینند

[آسمان اس زمین کے لئے سجدہ کرتا ہے کہ جس میں ایک دو آدمی ایک دو لمحہ خدا کے لئے بیٹھے ہیں] والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۲۳۹

شیخ ابو المظفر برہانپوری کے نام ان کے خط کے جواب اور روضۂ منورہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اسرار و انوار کے بیان اور حضرتِ موصوف کے دوستوں کے مختصر احوال و مقامات کے ذکر اور اپنے مخصوص کمال پر مطلع کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ گرامی نامہ نے پہنچ کر خوش کیا، اللہ سبحانہٗ کی حمد ہے کہ آپ عافیت کے ساتھ (اپنے) وطنِ مالوف پہنچ گئے اور اوقات جمعیت کے ساتھ

گذر رہے ہیں اور دوست محنت کر رہے ہیں اور طرح طرح کی واردات و کیفیات ظاہر ہوتی ہیں اور بعض دقیق مسائل کہ ایک مدت سے آپ اُن کے حل کی خواہش رکھتے تھے اس سفر میں حل ہوئے، لیکن آپ نے اُن کی تفصیل نہیں لکھی اور واردات و کیفیات کی تشریح نہیں کی بہرحال آپ ہمیشہ ترقیات میں رہیں اور ظاہری و باطنی جمعیت و استقامت کے ساتھ متصف ہو جائیں۔

آپ نے ملاقات اور (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے) روضۂ منورہ کی زیارت کے شوق کا اظہار کیا ہے، فقیر کو بھی مشتاق جانیں، اور روضۂ متبرکہ کے انوار و اسرار سے ہمیشہ مستفیض و منور رہیں، یہ درویش دل ریش اس بقعۂ مبارکہ کے برکات و فیوض کو کیا بیان کر سکتا ہے کہ ہم جیسے کم فہموں کے فہم و خیال سے باہر ہیں

ع اے از خیالِ ما بروں در تو خیالِ کے رسد [اے وہ ذات جو ہمارے خیال سے باہر ہے (لا ریب ہے) تجھ تک کسی کا خیال کب پہنچ سکتا ہے]

ولایت کا بیج ہے جو کہ ہندوستان کی سرزمین میں سرسبز ہو گیا ہے اور زمزم و کوثر کے پانی سے پرورش پایا ہوا ہے اس لئے ہند اور ولایت کے لئے (باعثِ) رشک ہو گیا ہے اور اس کے ثمرات و نتائج حرمین شریفین کے ثمرات و نتائج بن گئے ہیں اور اس کے مجاورین و زائرین ان برکات سے بہرہ مند ہیں اور ان ثمرات کے حاجتمند ہیں۔

ع هَنِيئًا لِأَرْبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهَا [نعمت والوں کو ان کی نعمتیں مبارک ہوں]

ایک مدت ہو گئی ہے کہ فقیر جسمانی کمزوری میں مبتلا ہے اور اہم کام سے عاجز ہو گیا ہے اس کے باوجود اہلِ طلب کو اطراف و جوانب سے مور و ملخ کی مانند (کثیر تعداد میں) یہاں لایا جا رہا ہے بقدرِ طاقت ان کے احوال میں مشغول ہوتا ہے اور مریدوں میں عظیم اثرات پیدا ہو رہے ہیں اور اُن کے شوق کا شعلہ اور آگ بھڑک رہی اور بلند ہو رہی ہے اور تعلقات سے رہائی اور ماسوائے آزادی پہلے ہی قدم میں حاصل کر لیتے ہیں، سستی و دنیاوی گرفتاری اس بے حاصل کے حصے میں آئی ہے اور جدائی و دوری کا قرعہ اس عاجز کے نام پر نکلا ہے۔

ؔ ہجرے کہ بود مرادِ محبوب از وصل ہزار بار خوشتر

[جو ہجر کہ محبوب کا منشا ہو وہ وصل سے ہزار درجہ اچھا ہے]

یہ ہجر مجمع کثیر کے وصل کا سبب ہے اور یہ دُوری دوسروں کے قرب و حضوری کا باعث ہے اور یہ سستی و (دنیاوی) ۲۸۶

گرفتاری بہت سی مخلوق کے شوق اور آزادی کا وسیلہ ہے فَهِمَ مَنْ فَهِمَ [سمجھا جس نے سمجھا] والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۴۰

محمد میرک بیگ بدخشی گرزبردار کے نام حافظ محمد صادق کابلی کے احوال کے بیان میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ (یہاں کے) احوال ہر حال میں حمد کے لائق ہیں، اللہ سبحانہٗ سے آپ کی سلامتی اور ظاہری و باطنی استقامت مطلوب ہے، آپ کو معلوم ہو کہ حقائق و معارف آگاہ برادرِ عزیز محمد صادق اس جانب کے (ہمارے) خاص الخاص اصحاب و مخلص ترین احباب میں سے ہیں اور ولادتِ معنوی کے ذریعہ سے ہمارے فرزندوں میں داخل ہے آپ کی درخواست پر (اُن کو) اس علاقہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے امید ہے کہ رفقاء و احباب آں موصوف کی صحبت سے مستفید و مستفیض ہونگے، والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۲۴۱

حافظ محمد صادق کابلی کے نام اُن کے خط کے جواب میں اور اس بارے میں تحریر فرمایا کہ لوگوں کی مقررہ تعداد کو بیعت کرنے کی محدود اجازت خلافت میں داخل نہیں ہے۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اللہ تعالیٰ ترقیات کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے، گرامی نامہ جو آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس کے مطالعہ سے مسرور و شاداں ہوا آپ نے اوقات کو قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ معمور رکھنے کے بارے میں لکھا تھا، اللّٰھم زد [اے اللہ اور زیادہ فرما] آپ نے کلمۂ طیبہ کے تکرار کے بارے میں نہیں لکھا اس سے بھی بے بہرہ نہ رہیں اور دوستوں کے ساتھ بھی صحبت رکھیں اور توجہات کو اُن سے دریغ نہ کریں اور (یہاں) آنے میں جلدی نہ کریں اور جہاں بھی ہوں دوستوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آپ نے اہلِ سپاہ کی اجازت کے بارے میں لکھا تھا کہ لوگ چہ میگوئیاں کرتے ہیں۔ میرے مخدوم! جو کچھ آپ نے اُن لوگوں کے جواب میں کہا ہے بات وہی ہے، ہمارے بزرگ جن بندوں کی صحبت میں (لوگوں کی) ہدایت دیکھتے ہیں انھوں نے اُن کو اس قسم کی اجازت جو معدود اشخاص کے ساتھ مقید ہو دی ہے کیونکہ اس طریقۂ عالیہ میں ایک دوسرے کے ساتھ فنا کی شرط کے ساتھ صحبت رکھنا گوشہ نشینی سے بہتر ہے، چند لوگوں کا ایک جگہ مشغول ہو کر بیٹھنا تنہا مشغول
۳۸۷ ہونے سے اولیٰ ہے کیونکہ اکٹھا بیٹھنے میں ایک دوسرے کا فیض آپس میں ایک دوسرے پر منعکس ہوتا ہے اور یہ خلافت میں داخل نہیں ہے اس لئے کہ اُس (خلافت) کے لئے شرائط ہیں اور اس قسم کی اجازت بھی شریعت پر استقامت اور مشائخ (پیروں) کی محبت پر پختگی کے ساتھ مشروط ہے، والسلام

مکتوب ۲۴۲

مخدوم زادۂ عالی مرتبہ شیخ سیف الدین سلمہ اللہ و ابقاہ کے نام سلطانِ وقت (اورنگ زیب عالمگیر) سلمہ ربہٗ کے احوال کی شرح میں مع ان کے مناسب بعض معارف کے بیان کے تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ و ارسالِ تسلیمات کے بعد (یہ فقیر) عرض کرتا ہے کہ آپ کے مکتوبِ مرغوب نے پہنچ کر خوش وقت کیا آپ نے بادشاہِ دین پناہ (اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ) کے احوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا طبقۂ سلاطین میں اس قسم کے امور کا ظاہر ہونا عجائبِ زمانہ میں سے ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ (اے اللہ اور زیادہ فرما) سالک جب اپنی صفات کو حق جل شانہٗ کی صفات کا پرتو پاتا ہے تو (یہ) تجلیِ صفات ہوتی ہے اور اس تجلی کا کمال یہ ہے کہ ان صفات کو اصل کے ساتھ ملحق پائے اور اپنے آپ کو جو کہ ان کمالات کا آئینہ تھا بالکل خالی پائے اور عدمِ محض دیکھے اس وقت نہ کوئی ذکر رہتا ہے نہ کوئی توجہ اور نہ ہی کوئی حضور رہتا ہے کیونکہ کمالات کے اصل کے ساتھ لاحق ہو جانے کے بعد یہ امور بھی اس بارگاہ مقدس کی طرف لوٹ جاتے ہیں اس کے بعد اگر ذکر ہے تو خود بخود ہے اور اگر توجہ و حضور ہے تو وہ بھی خود بخود ہے عارف اس وقت صحرائے عدم کی طرف کوچ کر چکا ہوتا ہے اور تمام تعلقات سے خالی ہو چکا ہوتا ہے اس حالت کو فنائے نفس سے تعبیر کیا جاتا ہے، کسی نے خوب کہا ہے ؎

معشوق اگرچہ گشت ہم خانۂ ما　　ویراں تراز اول ست ویرانۂ ما

[اگرچہ معشوق ہمارا ہمخانہ ہو گیا ہے لیکن ہمارا ویرانہ پہلے سے بھی زیادہ ویران ہے]

آپ نے لکھا تھا کہ "انھوں (بادشاہ) نے اپنے مبدأ تعین کو صفتِ علم پایا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس صفتِ مبارکہ کے ساتھ بہت زیادہ مناسبت پائی جاتی ہے" (یہ فقیر) اس کے مطالعہ سے بہت محظوظ ہوا قریب تھا کہ رقص کرنے لگے، حق سبحانہٗ اس صفتِ عالیہ کی برکات سے کامل حصہ عطا فرمائے اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔ والسلام

مکتوب ۲۴۳

نیز مخدوم زادۂ باستحقاق شیخ سیف الدین سلمہ اللہ و ابقاہ کے نام تحریر فرمایا۔

اس فرزندِ گرامی (آپ) کا گرامی نامہ پہنچ کر مسرت افزا ہوا، محب الفقراء کامگار خاں کے خط کا جواب ۲۸۹
جو کہ ضروری فوائد و نصائح پر مشتمل ہے لکھ کر بھیجا گیا ہے، حق تعالیٰ تاثیر بخشے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

[اے محبوب! نصیحت سن لے کیونکہ سعادتمند جوان عقلمند بوڑھے کی نصیحت کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں] والسلام

مکتوب ۲۴۴

بختاور خاں کے نام کلمہ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ کے بعض اسرار کے بیان میں تحریر فرمایا۔

حامداً و مصلیاً۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے الطاف و عنایات میں شامل فرما کر باطنی قوی جذبات کے ساتھ مکرم و ممتاز رکھے، اُس مشفق (آپ) کی حق طلبی کی توفیق و حسنِ تربیت اور فقرائے بارگاہِ الٰہی کی خدمت و رعایت، بے اختیار اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ ان امور کی زیادتی کے لئے دعائے غائبانہ میں مشغول رہے اور آپ کے ظاہری و باطنی درجات کی ترقی کے لئے غائبانہ توجہ کرتا ہے۔ ع

از ہر چہ میرود سخنِ دوست خوشتر ست [دوست کی جو بات بھی بیان کی جائے پسندیدہ ہے]

پ۱۴ ۹۶ اہل اللہ کے سیر و سلوک میں سب سے کامل عبارت، یہ آیۂ کریمہ ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ [جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے] طالبِ صادق جبتک تعلقات سے منقطع نہ ہو جائے اور وجود و باقی تمام کمالات کو جو کہ اس تعالیٰ شانہ کے کمالات کا پرتو ہیں اصل کے حوالہ نہ کرے اور اس بارگاہِ قدس کے سپرد نہ کردے انوارِ لایزال کے ساتھ بقا نہیں پاتا ؎

گر بر سرِ کوئے عشقِ ما کشتہ شوی شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

[اگر تو میرے عشق کے کوچہ کے سرے پر مار ڈالا جائے تو شکرانہ ادا کر کہ تیرے خون کا بدلہ میں ہوں]

ایک ایسا شاہباز چاہیے جو اس آیۂ کریمہ کے اسرار کے سمندروں میں غوطہ خوری کرے اور دو کلمہ مَا کے عموم سے جو کہ اس آیتِ کریمہ میں واقع ہیں بہرہ ور ہو جائے۔ اے شفقت پناہ! شیخ محمد باقر جو کہ ہمارے فرزند کی جگہ ہے اور ظاہری و باطنی کمالات سے آراستہ ہے اس نے آپ کی شفقتوں کی شکرگزاری کو دوبارہ لکھا ہے (ہم) فقراء کی مسرت کا سبب ہوا اور مزید دعاگوئی کا باعث ہوا۔ درویشانِ بارگاہِ الٰہی کی خدمت و رعایت ترقی دارین کا وسیلہ اور مشکلات کے حل کا ذریعہ ہے (دعا ہے) دونوں جہان کی نعمت کامل طور پر حاصل ہو۔

مکتوب ۲۴۵

مخدوم زادہ عالی درجہ صاحبِ کمالاتِ اصلیہ، واصلِ اسرار و معاملاتِ عالیہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کے نام اُن مخدوم زادہ کے بعض احوال و اذواق کے جواب میں جو کہ انھوں نے زبانِ قلم سے آنجناب (خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی خدمت میں عرض کئے تھے مع ان اسرارِ عالیہ کے حصول کی بشارت کے تحریر فرمایا۔ ۲۸۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ یہ جو آپ نے کیفیاتِ عالیہ اور مواجیدِ متورہ اور شمولِ عنایات و انعامات اپنے بارے میں تحریر کئے ہیں اور اسرارِ خلعت کے ساتھ سرفرازی حاصل کرنے اور القابِ عالیہ کے ساتھ ملقب ہونے اور عجیب و غریب کرشمہ و ناز کے مشاہدہ کرنے اور نزولِ بے کیف کا الہام کئے جانے، اس کے بعد اس نزول کا احساس ہونے اور ایسے امور جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو اُن کے پیش آنے کے بارے میں لکھا تھا وہ سب واضح ہوا اور باطنی لذات کا باعث ہوا، ان اسرار کے بلند مرتبہ ہونے کا کیا بیان کرے کہ ادراکِ عقل و تصورِ خیال کے احاطہ سے باہر ہیں۔ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ [جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا] فقیر آپ کے بارے میں ان چیزوں کے نزدیک ہونا معلوم کرتا ہے وَالْغَیْبُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی [اور غیب (کا علم) اللہ تعالیٰ کے پاس ہے] جو کچھ آپ نے لکھا ہے مختصر طور پر لکھا ہے، بظاہر تفصیل کو زبانی کہنے پر موقوف رکھا ہے، بیشک اس قسم کے امور لکھنے میں درست نہیں آتے بلکہ بیان کرنے میں بھی نہیں آتے، وہی قصہ ہے جو کہ آپ نے لکھا ہے وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ [اور میرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور میری زبان نہیں کھلتی] دیگر یہ کہ فقیر آپ کے مرض کے بارے میں دعا و توجہ سے غافل نہیں ہے اور آپ کی شفایابی چاہتا بلکہ دیکھتا ہے۔ والسلام ۲۶/۱۳

مکتوب ۲۴۶

نیز زادہ طریقت پر مستقیم مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کے بعض اسرار کی تصدیق میں تحریر فرمایا جن کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے جو کہ انھوں نے زبانِ قلم سے عرض کئے تھے۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، یہ فقیر کیا لکھے کہ آپ کا رقعہ شریفہ جو کہ عجیب و غریب الہامات اور نادر القاب اور اعلیٰ خطابات اور روشن تعظیمات و تکریمات کہ جن کے ساتھ آپ ممتاز

اور سر بلند ہوئے ہیں پر مشتمل تھا اس کے مطالعے سے بہت زیادہ مسرور و محظوظ ہوا، اور آپ نے اسرارِ خُلّتِ و محبت جن کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے اور اُن کے ساتھ متحقق ہونے کے بارے میں جو کچھ مختصر طور پر لکھا تھا اور اس شہر مبارک کے انوار و برکات کے احوال کا مشاہدہ کرنے اور آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھلنے و عمّ کرنے کے بارے میں (جو تحریر کیا تھا) وہ سب واضح ہوا (یہ) ایسے امور ہیں کہ عقل و فکر کی آنکھ ان کے ادراک میں خیرہ اور عاجز ہے انوارِ الٰہی اور تائیداتِ لامتناہی کے بغیر ان کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا، اس فقیر کی تصدیق کی ۲۹۰
ضرورت نہیں رکھتے اس کے باوجود تصدیق در تصدیق ہے۔ جو حال کہ آپ نے دیکھا ہے اور اس کی تعبیر طلب کی ہے وہ تعبیر کا محتاج نہیں ہے باطنی مناسبت کے کمال کی خبر دیتا ہے جو اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ اتحاد پیدا کر لیا ہے اور معاملات میں شرکت پیدا ہو گئی ہے اور تاکید کی غرض سے محض خواب پر کفایت نہیں کی (بلکہ) اس معنی کا الہام فرمایا ہے والسلام

مکتوب ۲۴۷

نیز مخدوم زادہ برگزیدہ صاحبِ مقاماتِ عالیہ حضرت خواجہ نقشبند سلمہ اللہ ابقاہ کے نام حصولِ صحت کی بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ آپ پر ترقیات کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں جو حال کہ آپ نے اپنی باطنی ترقیات کے بارے میں دیکھا ہے مبارک ہو ہم اس کے سننے کے مشتاق ہیں فقیر دعا و توجہ سے غافل نہیں ہے اور آپ کی باطنی ترقی اور ظاہری استقامت کے لئے دعا کرتا ہے اور بعض اوقات میں آپ کی صحت و شفایابی مشاہدہ ہوتی ہے اور اس معنی پر اطمینان حاصل ہوتا ہے والغیب عند اللہ سبحانہ [اور غیب کا علم اللہ سبحانہ ہی کے پاس ہے] اپنی خاطر جمع رکھیں اور صحت کو یقینی تصور کریں اَلْعَاقِبَۃُ بِالْعَافِیَۃِ [انجام کار عافیت ہے]۔

مکتوب ۲۴۸

راہِ طریقت پر مستقیم مخدوم زادہ شیخ عبد الاحد کے نام بعض اسرار اور معاملات سے مناسبت حاصل ہونے کی بشارت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ رقعہ شریفہ پہنچا، اس کے دلکش مضامین دلنشین ہوئے اور اس کے رنگین اشعار نے مسرور و خوشوقت کیا، اس تحریر کے دوران صباحت کے مقام سے آپ کی کچھ مناسبت محسوس کی

بلکہ اس سے کچھ حصہ پانا معلوم کیا اور اس عجیب و غریب مقام کے بعض لوازم آپ کے اندر مشاہدہ کئے اور نیز مقطعاتِ قرآنی کے ساتھ کچھ مناسبت مفہوم ہوتی ہے اگرچہ نہیں جانتا کہ یہ مناسبت کس ذریعہ سے ہوگی اس لئے کہ مقطعات معاملات سے کنایہ ہیں جس شخص کو معاملہ حاصل ہے مناسبت و نصیب جو کچھ کہا جائے اس کے حق میں صادق ہے ورنہ مناسبت کس طرح ہوگی اس میں حیران ہوں اور سننے میں نہیں آیا کہ معاملات
۲۹۱ کس چیز سے عبارت ہیں تاکہ اس کا اثبات و نفی کی جائے اور طالبین کو کسی امر کی یقین کے اشتراط و عدم اشتراط کے بارے میں کوئی حکم نہیں کر سکتا نہ اپنے بارے میں اور نہ کسی دوسرے کے بارے میں، یقین کے ساتھ نہیں جانتا کہ اس فقیر کا اس امر میں مشغول ہونا پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ، اور اس عز شانہ کی ملک میں یہ تصرف اور مخلوق کے پیچھے وقت کا صرف کرنا جو کہ سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہے کیسا ہے، اس وجہ سے جگر کباب و دیدہ پُر آب ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "میں اپنے آپ کو خواص میں سے نہیں جانتا کیونکہ خواص کو قربِ عظیم ہوتا ہے الخ" یہ فقیر آپ کو خواص میں سے شمار کرتا ہے اور آپ کے قرب کو زیادہ سے زیادہ سمجھتا ہے آگے آپ جو کچھ چاہیں لکھیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۴۹

شیخ محمد باقر لاہوری کے نام اُن کے عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد (یہ فقیر) عرض کرتا ہے کہ مکتوب شریف موصول ہو کر فرحت افزا ہوا، جو کیفیت کہ عشا کی نماز میں رونما ہوئی تھی یعنی اس جانب سے خواہش کا مشاہدہ اور اپنے اندر اس کے آثار کا ظہور اور نیز وتر کی نماز میں سینے سے متعدد بار اس آواز کا سننا کہ "ہم تجھے چاہتے ہیں" (یہ باتیں) واضح ہوئیں، اللھم زد (اے اللہ! اور زیادہ فرما) اس پر اور اللہ سبحانہ کی تمام نعمتوں پر اس کا شکر ہے، والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۲۵۰

حاجی شیخ محمد فضل اللہ کے نام اُن کے اس عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا جو اُن کے اور اُن کے دوستوں کے احوال پر مشتمل تھا۔

حمد و صلوٰۃ اور ارسالِ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مرغوب جو روشن احوال اور احباب کی

پسندیدہ کیفیات پر مشتمل تھا موصول ہو کر مسرت بخش ہوا، حق سبحانہ ہمیشہ ترقیات عطا فرماتے ہوئے سابقین کے کمالات سے بہرہ ور فرمائے اور یارانِ طریقت بھی ترقی کرتے رہیں، ان کی طرف توجہات سے دریغ نہ کریں اور انھیں اپنے کمالات کے آئینے سمجھیں اور ان کی ترقیوں پر شکر بجا لائیں۔ آپ نے جو یہ
لکھا ہے کہ "میں ماہِ رمضان میں مسجد میں معتکف تھا میں نے حال میں دیکھا کہ گویا جمعہ کی شب ہے اور ۲۶۰
ایک نور چمکا ہے جو دن سے بھی زیادہ روشن ہو گیا، اور میں (اُس کو) شب قدر سمجھ رہا ہوں" (یہ) عمدہ اور مبارک ہے، اور شبِ قدر شبِ وصال سے تعبیر کی جاتی ہے' اس کی برکات اس سے زیادہ کیا ہوں گی کہ آپ اس شب میں سرورِ دین و دنیا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت سے مشرف ہوئے ہیں اور آپ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی شہادت دی ہے۔ اور یہ جو آپ نے خود کو رسالت کے عنوان سے دیکھا اور انبیاء علیہم السلام کے شمار میں پایا ہے' یہ حال رسالت و نبوت کے کمالات کی بشارت دینے والا ہے نہ کہ منصب رسالت و نبوت کی کیونکہ وہ تو ختم ہو چکا ہے۔ والسلام

مکتوب ۲۵۱

ان مکتوبات شریفہ کے جامع فقیر حقیر حاجی محمد عاشور بخاری احمدی معصومی نقشبندی کے نام توجہ کے طریقہ اور نصیحت کے بارے میں تحریر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: برادر عزیز محمد عاشور سلام عافیت انجام پڑھیں۔ آپ نے جو خط ازراہِ محبت بھیجا تھا اُس نے موصول ہو کر خوشوقت کیا۔ آپ نے احباب کے اجتماع کے بارے میں لکھا تھا حق سبحانہ دوستوں کو جمعیت کے ساتھ رکھے اور (اُن پر) ترقی کی راہ کشادہ فرمائے۔ آپ نے لکھا تھا کہ "تو نے توجہ کا طریقہ مجھ سے بیان نہیں کیا"۔ میرے مخدوم! توجہ ایک واضح امر ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں، جس طرح آپ اپنے دل کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اسی طرح طالب کے دل کی جانب توجہ کرنی چاہئے، احباب کے حلقہ میں بیٹھیں، خود کو درمیان میں نہ دیکھیں اور بزرگوں کے باطن کی طرف متوجہ رہیں، اوقات کو آباد رکھنے اور بشریت کے وجود کی نفی کرنے میں دل و جان سے کوشش کریں اور دوستوں کو دعا میں یاد کرتے رہیں۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب ۲۵۲

شیخ عمر حضرمی کے نام بشارت کے طور پر نصیحت و دعا کے بارے میں تحریر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اللہ عزوجل آپ کو اپنے آپ سے اور ان تمام چیزوں سے فنا کردے (توجہ ہٹادے) جو آپ کی طرف منسوب ہیں اور اپنے ساتھ اور اپنے اسماء و صفات کے کمالات کے ساتھ باقی رکھے، اور یہ عظیم دولت صرف سنت کے اتباع، بدعت سے اجتناب، شیخ کی محبت پر پختگی اور فنا فی الشیخ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی، اللہ سبحانہ سید البشر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طفیل جو ۲۹۳
کج بینی سے پاک ہیں آپ کو یہ معانی (انعامات) ذوق و شوق اور ایمان و احتساب (کارِ ثواب) کے طور پر عطا فرمائے۔

مکتوب ۲۵۳

مخدوم زادہ عالی درجہ، جامع کمالات صوری و معنوی، بہترین خلف محمد اشرف کے نام مفید نصائح کے بارے میں اور مشربِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں بشارت عالیہ کے بارے میں تحریر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ فرزند ارشد نور حسینی کے محبت اسلوب مکتوب مرغوب نے پہنچکر خوشوقت کیا اور اس کا مضمون واضح ہوا اپنے احوال لکھتے رہیں اور اوقات کو طاعات اور مراقبات کے وظائف سے آباد رکھیں اور دال (دلالت کرنے والا) حقیقی مدلول (جس پر دلالت کی جائے) اور ظلال سے اصل کی طرف متوجہ ہوں اور علم سے حیرت کی طرف اور گفتگو سے خاموشی کی طرف اور پوست سے مغز کی طرف اور لفظ سے معنی کی طرف مائل ہوں، کسی نے خوب کہا ہے ؎

قومے زوجودِ خویش فانی رفتہ زحروف در معانی

[ایک قوم اپنے وجود سے فانی (بے خبر) ہے وہ حروف سے معانی میں چلی گئی ہے]

اگرچہ مطلوبِ حقیقی جس طرح لفظ و معنی سے ماوراء اور پوست مغز کے باہر ہے (اسی طرح) اصل بھی اس دولت (مطلوبِ حقیقی) سے قاصر

اصل و فرع از سرائے روز بہی ہر دو ماندند و جیب و کیسہ تہی

[اصل و فرع بارگاہِ قدس سے دونوں عاجز رہ گئے اور (ان کی) جیب و تھیلی خالی ہے]

لیکن جب کوئی شخص اس بلند نسبت والوں سے فی الجملہ محبت اور عقیدت درست کرلیتا ہے امید ہے کہ

اس کے اندازہ کے مطابق اس کے لئے اس معنی کے جمال کا نقاب کھول دیں گے اور اس سرچشمہ سے کوئی گھونٹ عطا فرمائیں گے۔ آپ نے جو یہ لکھا تھا کہ "خود کو محمدی المشرب پاتا ہوں" یہ مبارک ہے، اے سعادت آثار! فقیر بھی اس معنی کو آپ کے اندر محسوس کرتا ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ [بیشک آپ کا پروردگار وسیع مغفرت والا ہے]

مکتوب ۲۵۴

راہِ طریقت پر مستقیم مخدوم زادہ عارف باللہ شیخ صبغۃ اللہ کے نام طالبین کی تربیت کی ترغیب دینے اور برادرانِ طریقت کی رضامندی کے بارے میں تحریر فرمایا۔

میرے توفیق آثار فرزند! خدا کرے آپ کی بزرگی و استقامت کو دوام حاصل ہو اور دل جمعی کے ساتھ رہیں۔ اللہ سبحانہٗ کی حمد ہے کہ برادرم محمد حنیف آپ سے بہت خوش ہیں اور برادرانِ طریقت کی رضامندی اللہ سبحانہٗ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے، حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ
لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ [جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا] یقین ہے کہ آئندہ
۲۹۴ بھی انھیں خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ دیگر یہ کہ چونکہ اہلِ طلب مستورات کی ایک جماعت
بھی آپ سے وابستہ ہے اس لئے بہر حال اپنے آپ کو دلجمعی کے ساتھ رکھتے ہوئے اس جماعت کے لئے
بھی دلجمعی کا سبب بنیں اور احوال لکھتے رہیں، اللہ سبحانہٗ توفیق مرحمت فرمانے والا ہے۔

مکتوب ۲۵۵

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ واصحابہ اجمعین [تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور حضرت محمد پر صلوٰۃ و سلام ہو جو تمام رسولوں کے سردار ہیں اور آپ کے تمام آل اور اصحاب پر بھی]۔ آپ کی ظاہری اور باطنی ترقیوں اور صوری و معنوی بلندیوں کے بارے میں بخششوں کے عطا کرنے والے (اللہ) جل برہانہٗ کی بارگاہ سے دعا کی جاتی رہتی ہے۔ (خدا کرے) آپ کے جد امجد (رسول اکرم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والبرکات کے طفیل (یہ دعا) قبول ہو۔

از ہر چہ میرود سخنِ دوست خوشتر است [دوست کی جو بات بھی بیان کی جائے پسندیدہ ہے]

آدمی جبتک اس (اللہ) تعالیٰ شانہٗ کے ماسوا میں گرفتار ہے اور اس کے سینہ کی وسعت ماسوا کے نقوش سے منقش ہے باطن کے مرض میں مبتلا ہے اور اس (اللہ) تعالیٰ شانہٗ کے قُرب سے دور اور محروم ہے، اس قلیل فرصت میں اس مرض کے ازالہ کی فکر کرنا اہم ترین کام ہے اور اس تھوڑی سی مہلت میں اس معنوی بیماری کے دفع کرنے کی تدبیر کرنا عظیم ترین مقصد ہے، بزرگوں نے اس مرض کے ازالہ کو ذکرِ کثیر کے ساتھ وابستہ کیا ہے اور ماسوا کی آلودگی سے باطن کی طہارت کو اس (اللہ) تعالیٰ شانہٗ کی یاد پر موقوف
رکھا ہے (قرآن مجید میں ہے) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا پ ۲۲ ۳۳ (۴۱،۴۲)
[اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو]۔ ذکرِ کثیر اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد غفلت نہ ہو جو اس راہ میں مہلک زہر اور باطن کے مرض کو بڑھانے والی ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی توجہ کرنے والا اپنی ساری عمر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے پھر ایک لمحہ کے لئے اس سے روگردانی کرے تو جو چیز اس سے کھوئی گئی وہ اس سے زیادہ ہوگی جو اس نے پائی اور اس ذکر کا کمال یہ ہے کہ مذکور کے سوا جو کچھ بھی ہے وسعتِ سینہ سے رخصت ہو جائے اور رحلت کر جائے اور تمام خواہشات سے پاک و صاف ہو جائے، نہ دنیا کی خوشی سے خوش ہو، نہ اس کے غم سے غمگین، یہانتک کہ اگر بتکلف بھی ماسویٰ کا خیال کرے تو اس نسیان کے باعث جو باطن کو ماسویٰ سے حاصل ہو چکا ہے وہ میسر نہ ہو، اور اس طرح کے نسیان کے بغیر اُس (اللہ) سبحانہٗ کی یاد، ماسویٰ کی یاد کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور جس چیز میں بھی غیر کی شرکت ہے وہ اُس (اللہ) تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہِ
قدس کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ [آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پ ۲۳ ۳۹ (۳)
دین خالص ہے] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ [اور اپنے پرور کو یاد کر جب پ ۱۵ ۱۸ (۲۴)
بھول جائے]۔ یعنی (جب) اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو (بھول جائے)۔ اس حالت کو فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے
۲۹۵ اور اس راہ میں (یہ) پہلا قدم ہے، اس جگہ سیر الی اللہ ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد سیر فی اللہ اور اس (اللہ) تعالیٰ شانہٗ کے اسمائی اور صفاتی کمالات میں سیر کا آغاز ہوتا ہے اس سیر کو "سیرِ معشوق در عاشق" (عاشق میں معشوق کی سیر) بھی کہتے ہیں کیونکہ اس مقام میں عاشق سیر سے سیراب ہو چکا ہوتا ہے ؎

آئینہ صورت از سفر دور است کاں پذیرائے صورت از نور است

[(عاشق) آئینہ کی طرح سفر سے دور ہے (یعنی سفر کا محتاج نہیں ہے) کیونکہ وہ (آئینہ خود اپنے) نور کی وجہ سے صورت کو قبول کرتا ہے]۔

اور اس سیر کا کمال عالمِ آخرت سے وابستہ ہے، اس عالمِ فانی کے معاملات اُس عالم (آخرت) سے کے معاملات کے ساتھ ایک نمونہ سے زیادہ نسبت نہیں رکھتے وہ محیط سمندر کے بالمقابل شبنم کا حکم رکھتے ہیں، اس لئے عالی ہمت اشخاص کی نظر عالمِ آخرت پر ہوتی ہے اور وہ اِس عالمِ فانی کے کمالات سے فریب زدہ اور سیراب نہیں ہوتے۔ اسی لئے (حدیث شریف میں) آں سرورِ انس و جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے حال کی خبر دی گئی ہے کہ کان رسول اللہ صلے اللّٰہُ علیہ وآلہ وسلم دائم الحزن متواصل الفکر [رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حزن دائم اور فکر پیہم میں رہتے تھے]۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان تمام کمالات کے باوجود جو آپ کو حاصل تھے (دنیا سے) خوش نہ تھے اور آپ اس دنیا سے منہ موڑ کر اللھم الرفیق الاعلیٰ [اے اللہ! جو بزرگ ساتھی ہے] کہتے ہوئے آخرت کی طرف رحلت فرما گئے۔ اور ظاہر ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آخرت میں یہ حُزن دُور ہو جائے گا کیونکہ وہ مقام حزن کا مقام نہیں، حُزن کا مقام تو دنیا ہے، آیۂ کریمہ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی [اور یقیناً آپ کا پروردگار آپ کو عنقریب (اپنی نعمت) عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے] سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ جس معاملہ کا آخرت میں وعدہ کیا گیا ہے اس کی ابتدا موت سے ہوتی ہے۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب [موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے]۔ آیتِ کریمہ مَنۡ كَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ [جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا امیدوار ہے تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ساعت یقیناً آنے والی ہے] اس معنی کی طرف ایک اشارہ ہے اور اس معاملہ کا ایک رمز ہے۔ اگر کسی شخص کو نماز میں جو کہ مؤمن کی معراج ہے اور دنیا سے ٹوٹنے اور آخرت کے ساتھ مل جانے کا ذریعہ ہے یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو اس کی گنجائش ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ اور خدائے بزرگ و برتر کے درمیان جو حجاب حائل ہے وہ نماز کی حالت میں اُٹھ جاتا ہے۔ اور (حدیث شریف) ارحنی یا بلال [اے بلال! (نماز کے لئے اذان دے کر) مجھے راحت دو] اور قُرَّةُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلٰوةِ [میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے] میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

(ضحیٰ ۹۳ ۵)

(عنکبوت ۲۹ ۵)

مختصر یہ کہ رضا اور خوشی کا مقام آخرت ہے اور درد و محرومی کا مقام دنیا ہے اس مقام (دنیا) کا بہترین سامان درد و اندوہ ہے اور اس دسترخوان کی سب سے اچھی نعمت سوز و گداز ہے۔ یہاں کا آرام بے آرامی میں اور (یہاں کا) ساز، سوز میں ہے یہاں وصل طلب کرنا کوزہ میں دریا کو تلاش کرنا اور آفتاب کو پانی کے طشت میں دیکھنا ہے۔ اُس دنیا (آخرت) کے لئے اس دنیا کی حیثیت کھیتی سے زیادہ نہیں ہے کھیتی جسقدر زیادہ کی جائیگی پھلوں کی توقع اسی قدر بے اندازہ ہوگی۔ یہ دنیا دارِ عمل ہے دارِ جزا آگے ہے، عمل کے وقت میں اجر طلب کرنا لاحاصل ہے مگر یہ کہ اللہ سبحانہٗ کسی شخص کی دنیا کو بھی

آخرت کے حکم میں کر دے تو جائز ہے کہ اس پر اس اجر کا ترشح ہو جائے جو اس کے لئے اس دنیا میں تیار کیا گیا ہو ۲۹۶
اور اس کے آخرت کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی شان میں فرمایا ہے وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ [اور ہم نے ۱۰/۲۹ ۲۷
اس کا اجر اسے دنیا میں دیدیا تھا اور بیشک وہ آخرت میں نیکوکاروں میں سے ہے] ؎

اگر ایں لحظہ ممکن کارِ شب نیست   زبختِ مقبلاں ایں ہم عجب نیست

[اگرچہ رات کا کام اس وقت ممکن نہیں (لیکن) اقبال مندوں کے نصیبے سے یہ بھی عجیب نہیں ہے] ـــ
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ [یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے ۹۳ ۶۲/۴
چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے]

اے فقراء پناہ! برادرِ عزیز، معارف آگاہ محمد ہاشم جو اس زمانہ کے غنیمت لوگوں میں سے ہیں اور بچپن ہی سے اللہ والوں کی خدمت اور تربیت میں پڑے ہوئے ہیں اور جن کے اوقات طاعات میں صرف ہوئے ہیں اور جو اسبابِ معیشت کی قلت اور اہلِ کنبہ کی کثرت کی وجہ سے مسلسل پریشان روزگار رہتے ہیں، چونکہ اس قسم کے لوگوں کے ان احوال سے آپ کو مطلع کرنا جو فقراء کے مربی اور مہربان ہیں ضروریات میں سے تھا، اس لئے جرأت کر کے (یہ فقیر) گستاخی کر رہا ہے کہ اگر سرکار سے اس کے متعلقین کی اتنی امداد ہو جائے کہ جس سے ان کی ضروری گذر اوقات کا انتظام ہو سکے تو یہ دنیا اور آخرت کی ترقیات کا موجب ہے یہ کتنی اچھی نعمت ہے کہ کوئی درویش روٹی آپ کی کھائے اور اس سے حاصل شدہ قوت کو خدا وند جل سلطانہ کی طاعات و عبادات میں صرف کرے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

تمت بالخیر

مکتوباتِ معصومیہ ہر سہ دفتر کا اردو ترجمہ ادارۂ مجددیہ کی جانب سے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے اب صاحبِ مکتوبات معصومیہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی سوانح حیات موسوم بہ

انوارِ معصومیہ

مؤلفہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

عنقریب ادارہ ہذا سے شائع ہونے والی ہے جس کے پڑھنے سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت موصوف کسقدر بلند پایہ عظیم المرتبت شخصیت کے حامل اور انسانِ کامل تھے اور آپ نے تبلیغِ دین و ترویجِ شریعت کے لئے کسقدر کوشش فرمائیں اور بہت سے حقائق و معارف کی توضیح و تشریح فرمائی۔ آپ ہی نے امام ربانی حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے تجدیدی کارناموں کو زندہ و باقی رکھنے کا فریضہ انجام دیا اور آپ ہی تعلیماتِ مجددی کے اصل شارح ہیں اور آپ کے زمانے سے عہدِ حاضر تک کے علماءِ حق بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ ہی سے مستفید ہیں۔ نیز کتاب "حضرت مجدد الف ثانیؒ" اگر حضرت مجددؒ کے اسلاف و اجداد کے حالات پیش کرتی ہے تو زیرِ نظر کتاب حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی اولاد در اولاد کے حالات سامنے لاتی ہے، اس طرح در اصل یہ کتاب حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے تذکرہ کا ہی تکملہ ہے۔ کتاب ہذا کی خصوصیات کا کچھ اندازہ درجِ ذیل فہرست سے ہو سکتا ہے:۔

حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کی حیاتِ مبارکہ۔ سفر نامۂ حج (یعنی یواقیت الحرمین کا اردو ترجمہ) اوراد و معمولات نیز اذکارِ معصومیہ کا اردو ترجمہ، کشف و کرامات، بعض احباب کے خواب اور ان کی تعبیر، احباب کے مکاشفات اور ان کے جوابات بعض اہم سوالات اور ان کے جوابات، تعلیمات۔ اولاد امجاد، خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ، خواجہ محمد سیف الدینؒ۔ خواجہ محمد زبیرؒ خلفائے عظام، شاہانِ مغلیہ پر ایک نظر، مکتوب الیہم، شجرہ۔ نیز مجددی حضرات کے شاہانِ مغلیہ کے ساتھ روابط، ہندوستان کے بعض فرقوں کے حالات اور بہت سے تاریخی واقعات کا بھی ضمناً تذکرہ آگیا ہے۔ یہ کتاب روضۃ القیومیہ رکن دوم، سوم، چہارم اور بہت سی متعلقہ کتب سے استفادہ پر مبنی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کی جائیگی۔